(۱۳)

پیر حسام الدین امیراکدل کشمیر

دی کشمیر ناول ایجنسی

نام [illegible] مصنف [illegible]

نمبر کتاب ۱۵۶ قیمت ۱۰

پروپرائٹر

پیر حسام الدین جنرل مرچنٹ امیراکدل کشمیر

6 x 12

16) 72 (8 — 6

64

8

6 - 6

ملنے کا پتہ:- مہادیو پرشاد (پبلشر) کتاب ہذا تاجر کتب لکھنؤ



ایک متمول رئیس کی تباہی اور

اُسکی عصمت دار لڑکی کا دردناک واقعہ - دو رقیبوں میں رقابت -

فتنہ و فساد کی شر انگیز کارروائیاں - حسن و عشق - وصل و فراق

وغیرہ - کلیجہ تھام کر رہ جانا پڑتا ہے

مؤلفہ

جناب منشی موہن لال صاحب فہم - لکھنوی

باہتمام

بابو کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بار دوم ۲ ہزار جلد

نول کشور پریس لکھنؤ میں چھپا

۱۹۲۱ء

روپ کماری

پہلا باب

آج ہم اپنی پریشانی خاطر اُن سے
کہنے جاتے تو ہین پر دیکھئے کیا کہتے ہین

ہم کو کچھ اپنے حال پر ملال کی خبر نہین حاجتین ضرورتین لوازم بشری ہین روز بروز آ آ کے ستاتی اور مجبور کرتی ہین نمکخواران خود غرض کا یہ حال ہی کہ عروس طماعی اور خیانت کو انھون نے گھر مین ڈال دیا ہی اور ہم کو جو مستحق ہین بالکل محروم کردیا ہے - افسوس! سوچا کبھی نہین ہوتا ہین تو ان آنیوالی مصیبتون کا خواب مین بھی خیال نہ تھا نذر علیہ السلام کے لئے ہمین دوسرون کا دست نگر بننا پڑتا ہے ہائے مفلسی مین تونگری کا ٹھاٹھ کہان سے ہوگا - ماضی پر حال کی وارنش چڑھانا پڑے گی - آہ ایک وہ زمانہ تھا جب بخت مددگار - اقبال غاشیہ بردار طالع یاور عروس بہجت ہمکنار ان شہرت جلوہ ریز تھی دل مسکن اولوالعزمی دولت! لونڈی عشرت باندی تھی اور اب یہ ایک زمانہ آگیا ہی نیرنگی فلک نے ورق الٹ دیا ہی قسمت بگڑ گئی ہی - ادبار غالب آگیا - دولت گھر سے نکل گئی پہلے ہم جس کام مین ہاتھ ڈالتے تھے جو گنے پچگنے ہوجاتے تھے منافع کثیر ہوتا تھا اور آج سونا چھوتے مٹی ہوتا ہی - ہمیون روپیہ کی صورت جلوہ گر نہین ہوتی - ہائے اب کیا ہو گیا ہی کیسا زمانے نے پلٹا کھایا - کوئی کاروبار نہین چلتا جو روزگار شروع کرتے ہین - حضرت نقصان الدولہ بہادر کا پیش خیمہ آجاتا ہی ہائے کس تلخی مین بسر ہوتی ہی - اسی کوئلہ کے روزگار کو دیکھو پہلے اس سے کیسا فائدہ ہوتا

تھا آمدنی کثیر ہوتی تھی اور اب جب ہم نے زرِ کثیر صرف کرکے کوئلہ کی کان کا ٹھیکہ لیا کا
کن مقرر کیئے ہیں ۲۴ گھنٹے برابر کام ہوتا رہتا ہی اور وہی ڈھاک کے تین پات کچھ نہیں
نوکر چاکر بے دلی سے کام کرتے ہیں بالکل لاپروا۔ لاپروائی سے بے تمیز اور بے تمیز
سے گستاخ ہوگئے۔ کمبخت کہتے ہیں تنخواہیں چڑھ گئی ہیں۔ یہاں تو دیوالہ نکل گیا او
انکو اپنی تنخواہوں کی پڑی ہی۔ بیوقوف جاہل بدسلیقہ گنوار یہ نہیں جانتے کہ لالہ جی
کے پاس کیا دھرا ہی کہاں سے دیں وہ آپ روٹی کے محتاج ہو رہے ہیں بنک سے
قرضدار ہیں۔ مہاجنوں کی ڈگریوں نے بولا دیا ہی۔ ان سے کیا مانگیں جب ہوگا آپ دینگ
بے ایمان نہیں کوڑی کوڑی ناک پر لیباتے ہیں لیکن تقدیر ہماری بگڑی کا کوئی سنبھالنے وا
نہیں۔ خدا ہی بیڑا پار لگائے رہے سہے بنک کے کاروبار میں ٹوٹا آگیا جب تک۔ ی
دوسروں کے ہاتھ میں رہا کیسا کام چلتا تھا۔ اس کے حصہ داروں کو کسقدر منافع
ہوتا تھا۔ اور اب جب سے لالچ میں پڑکر ہم نے اس کے سب تیر حصے خرید لیئے ہیں
اس بنک کا کام بھی چوپٹ ہو گیا تعجب نہیں وہی چار روز میں بنک کا ٹاٹ الٹ
دینا پڑے۔ کیا کبھی پہلے بھی ایسی بدبختی رو براہ تھی۔ وہ اسکے مقدر واسکے نصیب دیکھیں
اب کس کل ونٹ بیٹھتا ہو۔

شام کے وقت پُرفضا باغ کی روشوں پر ایک شخص ٹہل رہا ہی اور مندرجہ بالا فقرے حسر
کے ساتھ اس کے مایوسانہ لب ولہجہ سے ادا ہو رہے ہیں۔

اس شخص کی عمر ۴۰ سال سے تجاوز کرچکی تھی شباب کی دوپہر ڈھل رہی تھی۔ رنگ
گورا چہرہ بارعب۔ بڑی بڑی آنکھیں یہ سب کچھ ہی مگر ادبار اور تنگدستی نے اس کی قوا
جسمانی کی کڑیاں بالکل ڈھیلی کردی ہیں۔ زبان اپنی ہی کہہ جاتی ہی بات یہ ہے۔ ک
ضبط کی لگام دست اختیار سے نکل گئی ہی ہوس کی سرگوشیوں سے کان بھر کے ہو
ہیں۔ دل ایسی نازک شے سے گدگدی رفو چکر ہو گئی ہی۔ سرد وگرم زمانے کی چوٹیں کھائی کھا
بالوں پر ہیت گئی ہی یعنی بالکل کھچڑی ہو گئے۔ پیشانی پر گھٹتی ہوئی موجوں لہریا بنا
دل کی گرمجوشیاں ٹھنڈی پڑگئیں تندرستی کا سرسبزی کا ہیدہ نظر آتی ہے

سموم پیری کی ہوا چلتی دکھائی پڑتی ہی۔ اُسے دن کی فکرون نے بالکل رنگ و روپ بدل دیا خیالی اورات پریشان ہو گئے ہین۔ دماغ کا شیرازہ ٹوٹا جاتا ہی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی سانسون کے پیہم نکلنے سے دل کی گھڑی سلو ہوئی جاتی ہی۔ جو لین ڈھیلی پڑ گئیں ہین غرضکہ حرارت سرد۔ امنگ معدوم۔ زمانے کے الٹ پھیر نے پوری قزاقی کی ہوش و حواس غائب سر دیے رنگ و روپ اڑ گیا صورت شکل بالکل ہی تبدیل ہو گئی گو کسی وقت بہت ہی خوبصورت ہا ہوگا۔ مگر اسوقت کی دلی اُلجھنون اور فکر و تردد کی سادشون سے اسکی زندگی کا حال کسی پرانے سبق کیطرح ازبر ہو جاتا ہی۔ اسکی خندہ پیشانی یا ہنسی نام کو نہین۔ مزاج مین چڑچڑا پن آگیا ہی۔ رنج رہنے سے سر کے جبین معلوم ہوتا ہی کیون نہو دن ہی گردوسے کیسلے ہین پژمردہ خاطری سے طبیعت شگفتہ نہین ہوتی۔

قصہ مختصر۔ وہ فلک ادبار کا تارا جلنی ٹہلتے ٹہلتے شہتوت کے درخت کے سامنے مین نکلا یک کھڑا ہو رہا اور پھر وہی پرانا سبق دُھرانے لگا۔

دوستو جب ہم کبھی کسی کے بارے مین ان باتون کی شکایت سنتے تھے کہ اس کے کاروبار مین گھاٹا آگیا۔ اب اسکا کام نہین چلتا۔ چند ہی دن مین اسکا دیوالہ نکل جائے گا تو ہم اُسے ناقص العقل خیال کرتے تھے سمجھتے تھے بالکل دیوانہ ہی۔ جاہل ہی اسے کام کرنے کی تمیز نہین دولت کو گھن لگے ہوئے ہین۔ دیمک چاٹے جاتی ہی۔ اور وہ مطلق خیال نہین کرتا۔ غرض بجائے رونے کے اس کے حال پر ہمین ہنسی آتی تھی۔ بھلا ممکن ہی کہ ایک سمجھدار انسان اپنے کاروبار مین ٹوٹا کھائے۔ بھلا روزگار مین نقصان اٹھانا کسی عقلمند سے ہو سکتا ہی، ناممکن۔ خلاف عقل بالکل لاپروائی تجارت مین گھاٹا کس نے کھایا ہی۔ اسکی اُسکی نسبت ہی کیا ہو۔ یہ تو ایک فرضی خیال ہی۔ وہ روزگار ہی کیا جس مین نقصان اُٹھانا پڑے۔

افسوس! آج وہی نامرادیان وہی مایوسیان ہمارے پیش راہ ہین۔ وہی گھاٹے کی بھیانک شکل ہمارے قلب و جگر کو مبہوت کیے دیتی ہی۔ یون تو خدائی کارخانے مین کوئی اسکی مشیت نہین جانتا۔ کیا ہونے والا ہے مگر ظاہرا اسباب تو رنگ اچھا

دکھائی نہین دیتا ہمارے دیوالہ نکلنے مین کسر ہی کیا رہ گئی ہے۔ ہم دوسرون کے حال پر
ہنستے تھے اب ہمین اپنی قسمت پر رونا آتا ہے۔ یہ ہماری بیوقوفی اور جہالت تھی
کبھی کسی کی بگڑی ہوئی حالت پر نہ ہنسنا چاہیئے۔ آج خدا نے ہمین بھی وہی دن دکھا
اب ہم پر لوگ ہنستے ہونگے۔

اتنے مین کسی کی کان مین آواز آئی۔

”پتا جی! آج ابھی آپ نے کھانا نہین کھایا۔ یہان کھڑے کھڑے کیا ہو رہا ہے
چلیے کھانا ٹھنڈا ہوا جاتا ہے۔ کھانا کھائیے پھر جو چاہے کیجیے گا“

آواز سے اجنبی کی خیالی کڑیان ٹوٹ پھوٹ گئین۔ گردن پھیر کر دیکھا تو پندرہ سولہ
برس کی دوشیزہ لڑکی پشت پر کھڑی ہوئی دکھائی دی۔ جو شاید اسی اجنبی کی لڑکی ہے۔
لڑکی پر نظر پڑتے ہی اُسکے طرز تقریر نے پلٹا کھایا۔ روحانیت بدلگئی۔ چہرے
پر مسرت کا خون جھلکنے لگا۔ باچھین کھلگئین۔ دل کو راحت پہونچی۔ اپنی لڑکی کا بھولا
بھالا چہرہ دیکھ کر بولا۔

”ہان بیٹی! آج دیر ہوگئی۔ خیر۔ تو چل مین بھی آتا ہون“

لڑکی اپنے باپ کی اجازت سے کھسک آئی۔ اور اسکا باپ اور اجنبی بھی باغ کی
روشین روندتا اُس کوٹھی کی طرف بڑھا جو اُس باغ کے شمالی طرف اپنی شان و شوکت
ظاہر کر رہی تھی۔

القصہ اجنبی چہل قدمی کرتا ہوا اپنی عالیشان کوٹھی مین پہونچ گیا۔ اس کوٹھی کو
اجنبی کی مذاق پسند طبیعت نے بہت کچھ سنوار رکھا تھا۔ جتنے درجے اور کمرے
تھے سب مخلع تھے۔ مونڈھے کرسیان۔ آرام کرسیان سرخ مخمل سے منڈھی
ہوئی ہین عیش و عشرت کے جتنے سامان ہین سب کوٹھی مین موجود ہین دیوارون پر
ولائتی تصویرون کی باڑھ لگی ہوئی ہے۔ گلدستے طاقون پر چنے ہوے الگ بہار
دے رہی ہین۔ ولائتی شیشہ آلات کی کمی نہین۔ جس چھت کو دیکھیے۔ جھاڑ ہانڈیان
جھاڑ لٹک رہے ہین جس دیوار پر نظر پہونچتی ہے۔ دیوارگیرین پر ولائتی کنول چڑھے ہوے

دل کو اپنی طرف متوجہ کئے لیتے ہین۔ خود بینی کے قد آدم آئینون نے طلسمات کا رنگ
دکھا دیا ہے۔ دروازون پر جالی دار پردے اور انمین پر بیل بوٹون کی طرح قسم قسم
کے مرقعے آئینون مین منعکس ہو کر کچھ عجیب لطف دے رہے ہین۔ باہر سے بھی ویسے ہی سجے
ہوئے نگاہ مین کھنچے جاتے ہین گویا دوسری کوٹھی بنی ہوئی ہے۔ کوٹھی کیا ہے آئینہ خانہ
ہے شیش محل ہے۔ جو بات ہے دیکھنے کے قابل ہے۔

وہ افسردہ دل اجنبی جب اس فرحت بار کوٹھی مین آیا۔ اسکی تمام دلی کاوشین و تفکرات
جاتے رہے۔ اسکے بشرے سے انبساطی رگ حرکت کرنے لگی۔ سارے غم غلط ہو گئے
اسکی پچھلی الجھنین ہٹ گئین۔

کمرے مین خوبصورت تخت کے اوپر کھانے کی تھالیان چن دی گئی تھین۔ اجنبی نے
خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

کھانے سے فارغ ہو کر استراحت خانے مین گیا۔ پلنگ پر لیٹ کر اسنے اپنی لڑکی کو
(روپ کماری) دو تین بار آواز دی۔

آواز سنتے ہی روپ کماری اپنے باپ کے پاس آ کر کھڑی ہو گئی اور بولی۔

روپ کماری۔ پتاجی! کیا کہتے ہو۔؟

اجنبی نے پدرانہ شفقت سے لڑکی کی طرف نگاہ اٹھائی اور محبت کے لہجہ مین کہا۔

اجنبی۔ کیون ری! ابھی تک تو نے کھانا کیون نہین کھایا۔

اجنبی نے اس کینہ سے یہ جملہ کہا جس سے ظاہر ہوتا تھا وہ اپنی لڑکی پر کچھ
خفا سا ہے۔ لیکن لڑکی عقلمند تھی اپنے باپ کو غصے مین دیکھ کر مسکرا دی اور بولی
واہ تم نے کھایا نہین۔ مین کیسے کھا لیتی۔

اجنبی۔ کیا۔؟ مین نہ کھاؤن تو تو بھی نہ کھائے گی۔ اس حماقت کا بھی کوئی ٹھکانا۔
اب تو سن تمیز کو پہنچی ہے سولھوان سال ہے۔ مگر ابھی تک تیری سمجھ بچون کی سی ہے۔ مین
جانتا ہون جبتک دو ایک دھول نہ کھائے گی۔ راہ پر نہ آئے گی۔ ٹھہر جا۔ یون تو راہ پر
نہ آئے گی۔ تیری شادی ابھی بھی کر دون گا تب ان اٹھتے بیٹھتے لاڈون کا مزا چکھے گی

مار کھایا کرے تب تو سیدھی ہو گی۔

یہ کہکر وہ اجنبی بڑی محبت سے لڑکی کی طرف دیکھکر مسکرا دیا۔

لڑکی اپنے باپ کی باتون سے شرما گئی۔ گردن نیچی کئے ہوئے کمرہ سے کھسک آ

اجنبی نے آواز دیکر پکارا۔

روپ کماری! کھانا لگا کے جلدی آنا۔

لڑکی نے جواب مین کہا۔

"بہت اچھا"

اب یہان پر اجنبی کا کچھ حال لکھدینا ضروری سمجھا جاتا ہے

اجنبی کا نام شمبھو ناتھ ہے۔ یہان کے بڑے بھاری رئیس اور مشہور زمیندار ہین

قرب و جوار کے علاقون مین انکی بڑی عزت ہے مضافات مین بھی انکا نام دور دور تک

پھیلا ہوا ہے۔ خدا کے فضل سے کئی کوٹھیان ہین۔ کارخانے بھی متعدد ہین۔ کوئلے

لوہے، سونے چاندی کی کانون کا ٹھیکہ بھی انکے ہاتھ مین سپرد ہے۔ لوگونکا خیال ہے

یہ بہت بڑے دولتمند ہین۔ کم سے کم چار پانچ لاکھ روپے کی سالانہ بچت سے کم نہین انکی

اندوختہ بہت کچھ ہے۔ اکثر تذکرتا لوگ کہتے سنے ہین۔ ہمارے اس گرد و نواح کے علاقون

مین اگر کوئی مالدار ہے تو شمبھو ناتھ یہ جب چاہین ایک کروڑ روپیہ نقد نکال سکتے ہین

ایشور کی کرپا سے ریاست کے مواضعات کے ٹھیکیدار بھی ہین۔

حضرات ناظرین! لالہ شمبھو ناتھ کے دشمن ابھی مفلس نہین۔ قلاش نہین۔ دریوزہ گر نہین ایسے

بوڑھے پھوس نہین۔ علاقہ۔ املاک۔ مکانات۔ سب کچھ موجود ہین جوان نہی۔ ایسے

بوڑھے بھی نہین لیکن نہین معلوم کونسی دلی تکلیف ہے کہ بازار کا کارگزار انکے مقابلہ

مین ہشاش بشاش۔ فارغ البال خوشحال ہے۔

ہمارے ذہن مین ایک بات آتی ہے یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ آئے دن کے افکار

ہر گھڑی کے اضطرار نے ابتدا مین بدحواس۔ دست پاچہ مضطرب الحال بنا دیا

رات دن دھڑکون مین بسر ہوتی ہے۔ دن تردد مین کٹتا ہے تو شب کالی بھوانی کی

طرح آنکھ نکالے لیتی ہے۔ دن ہنگامۂ محشر تو رات خواب قبر سے کم نہین۔ مزاج عیش کا خواستگار۔ طبیعت آسائش کی خواہان۔ خاطر تسکین کی جویان۔ دماغ شامت اعمال سے کب کا از کار رفتہ ہو گیا ہی عیش جیش کچھ نہین بھاتا۔ بقول سودا ؎

انسان کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا

غرضکہ لالہ شمبھوناتھ کے والد بزرگوار بھی بہت کچھ زمین چھوڑ کر مرے تھے۔ مگر یہ اپنے والد مرحوم پر سبقت لے گئے۔ خوب نام پیدا کیا۔ اناڑی مجسٹریٹ لے تو آنریری مجسٹریٹ کا معزز عہدہ آپ کے نام سے زینت پا گیا۔ روپیہ بھی خوب پیدا کیا جائز یا ناجائز اسکی تو ہمین خبر نہین لالہ صاحب کی عفیفہ اور پارسا بی بی گردش فلکی کے چکر مین پڑ کر یا آنے والی مصیبت سے مجبور ہو کر رخت ہستی ہمیشہ کے دنیا سے کوچ کر گئی۔ نام خدا صرف ایک لڑکی اور ایک پانچ برس کا لڑکا بقائے نسل کے لیے کافی سمجھا گیا جو اب تک موجود ہے۔ لالہ صاحب لڑکی سے بہت مانوس ہین اسکو آنکھ کی پتلی سے زیادہ سمجھتے ہین۔ یہی انکے دل کا آرام ہے اسے دیکھکر طبیعت کی کلفت مٹ جاتی ہی سوائے اس لڑکی روپ کماری کے دنیا مین ظاہر اسباب انکا عزیز کوئی نہین ہی۔

سخاوت۔ محبت۔ استقلال۔ تحمل۔ حیا۔ صبر۔ شکر۔ رضا۔ کے اوج کمال پر پہونچکر زمانہ نے جو پلٹا کھایا تو اسفل السافلین مین آکے دم لیا۔ یعنی۔ بزدلی۔ بخل۔ عداوت تلون۔ ذلت۔ بے حیائی۔ حرص۔ بدگمانی مزاج مین در خور ہو گئے۔

ہمارے لالہ صاحب پلنگڑی پر لیٹے ہوئے افراط و تفریط کے جال مین پھنسے ہوئے تھے۔ روپ کماری باپ کا مزاج برہم دیکھ کر کھسک چکی تھی۔ اتنے مین کمرے کا دروازہ پھر کھلا۔ اور ایک ادھیڑ عمر کا آدمی اندر آتا ہوا دکھائی دیا۔

لالہ شمبھوناتھ گھبرا کر اٹھ بیٹھے اور آنے والے کی چہرے پر نگاہ پڑتے ہی کنج دہن مین بان کو حرکت ہو گئی۔

شمبھوناتھ۔ کیون جی! پرسوتم داس! کیا ہوا۔ کیا اُس نے روپیہ دینے کا وعدہ کیا

پرسوتم - مجبوری اور لاچاری سے گردن جھکا کر نہین - جناب! اس نے تو صاف انکار کر دیا - ایک حبہ نہ دیگا -

تمبھوناتھ - آخر کہا کیا - ؟

پرسوتم - کہتا کیا ہی - انکار کرتا ہی - اُس نے بھی کھاتہ کھولکر حساب دیکھا - آپکے نام بہت بڑی رقم نکلی - بس وہ ہتھے پر سے اُکھڑ گیا - کٹے ہوئے کنکوے کی طرح بتانے لگا - وہ کہتا ہی نا بابا - اب مین نہین پھنسنے کا - جبتک میرا روپیہ وصول نہولے گا ایک کوڑی نہین دونگا -

تمبھوناتھ پلنگ سے اُٹھکر کرسی پر بیٹھ گئے - اور کہا -

" پھر تمھین بتاؤ - کیا کرون - کیونکر کام چلیگا - بغیر روپے کے کل کام بگڑ جائینگے بڑی بھاری سُبکی ہوگی - روپیہ تو ہضم نہین ہو سکتا - دینا ہی پڑے گا آج ہی وہ جھنجلا کے گیا ہے مین نے خوشامد درآمد سے آج کے دن کی بلا ٹال دی - کل کا وعدہ کر دیا ہے - کل کسی طرح - بغیر روپیہ لیے نہین ٹلے گا - یہ سمجھ رکھو کل روپیہ نہ ہوئیگا تو آفت دھری ہی " یہ کہکر لالہ تمبھوناتھ نے دونون ہاتھون سے سر پکڑ لیا اور خوض و فکر مین ڈبکیان لینے لگے

پرسوتم حضرت کا وفادار ملازم تھا - اسکی ہوا خواہی اور دلسوزی کا خون جوش کھا گیا کیونکہ اُسپر کل کیفیت کھلی ہوئی ہی ، وہ جانتا ہی لالہ صاحب کے کاروبار کی کڑیان پاشان ہو گئی ہین - نقصان کثیر ہو چکا ہی - انھین روپیہ کی بڑی ضرورت ہی - اگر بسرعت روپے کا انتظام نہوگا تو تعجب نہین کوڑھ مین کھاج شروع ہو جائے - مزاج جادۂ اعتدال سے منحرف ہو گیا ہی - حیات کی ٹرین پٹری سے اوتر جائے - خزانۂ دل خالی ہو رہا ہی سر چشمہ حیات مین خاک اڑنے لگے - کیا کہون غضب مہاجن نے بھی ٹال دیا - کیونکر اپنے آقا کی دلبستگی کا سامان مہیا کرون - کیونکر انکا دل بہلاؤن - کیونکر تسکین دون -

پرسوتم غم و افسوس کی نظر سے اپنے آقائے نعمت کی طرف دیکھتا رہا - پھر کچھ سوچکر مالک کے پاس آیا اور دلاسا دینے والے لہجہ سے باہستگی بولا -

پرسوتم - حضور گھبرائین نہین - فدوی سے جہانتک ہو سکیگا انتظام کرنے کا سر دست

ایک مدد ہو سکتی ہے۔

ان جملون مین کیا جانے کیا طلسمی اثر تھا۔ لالہ شمبھو ناتھ کے چہرے کی رنگت بدل گئی رگ رگ مین مسرت کا خون دوڑنے لگا۔ طبیعت چاق ہوئی۔ انتشار کی سیاہی کا نور اور صبح امید کی جھلک نمودار ہوئی۔ پرسوتم کی آواز ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ہو گئی لالہ صاحب نے چونک کر پرسوتم کی طرف دیکھا۔ اور پوچھا۔

"کون انتظام کروگے۔ کونسی مدد ہو سکتی ہے"

پرسوتم۔ آپ تو جانتے ہین، ہمارے مرحوم اور مغفور جناب چچا صاحب نے حالت نزع مین وصیت نامہ لکھا تھا۔ انکی جائداد مجھے ملگئی ہے اُسپر قابض ہون۔ سرکار اُسی سے اپنا کام نکال لین

شمبھو ناتھ۔ کسقدر مالیت کی جائداد ہے۔؟

پرسوتم۔ کوئی پچیس ہزار روپیہ کی مالیت ہوگی۔

شمبھو ناتھ۔ کچھ نقد بھی ہے۔

پرسوتم۔ جی نہین۔ آپ شوق سے اُس جائداد کو کسی کے ہاتھ بیع کرکے اپنی ضرورت نکال لین

شمبھو ناتھ کے التہاب قلب کو پرسوتم کے اُس مسکن نسخے نے رد کیا جسطرح عندلیب کو ہوائے بہار سے مسرت ہوتی ہے، مار گزیدہ کو تریاق بہم پہونچ جاتا ہے، وہی کیفیت لالہ شمبھو ناتھ کی ہوئی۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ملگیا۔ ضرورت نے اصرار کیا۔ وسوسے دفع ہو گئے۔ دل کو خوشی۔ خاطر کو تشفی ہوئی۔ پرسوتم سے فرمایا۔

شمبھو۔ (پرسوتم کا ہاتھ مین ہاتھ لیکر) پرسوتم! تمسا وفادار اور ہمدرد ملازم دنیا مین کسی کو میسر ہوگا۔ تمہاری آقا پرستی کا اس سے بڑھکر اور ثبوت کیا ہوگا کہ اتنی بڑی جائداد ملجانے پر بھی ہماری ملازمت سے کنارہ کش نہین ہوئے۔ تم خیر خواہی اور حسن عقیدت کے اوصاف سے متصف ہو۔ شائستگی۔ قیافہ شناسی کے جوہر تم مین قدرت نے ودیعت کر دیے ہین۔ باوجود امیر کبیر ہو جانے کے تم نے نوکری کو ترجیح دی۔ ہماری الفت اور محبت سے دستکش نہین ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنی جائداد دینے پر کمربستہ ہو گئے۔ حالانکہ تمھین ہمارے حالات سے وقوف ہے ہی جانتے ہو کہ ایسے والدین کی اتنی بڑی ... قدر دینا

سراسر نقصان ہی کبھی وصول نہین ہوسکتی - ساری حیثیت بگڑ جائیگی - مگر تم نے ان باتون کا مطلق خیال نہ کیا - خیر ہم تمھین سمجھاتے ہین اپنے نفس پر کیون جبر کرتے ہو - کیا جانے کیون اُلٹی سمجھ ہوگئی ہی چشم حقیقت بین سے دیکھو تو ہمارے ہاتھ مین روپیہ دیدینا چھلنی مین دودھ دوہنا ہی - اسلیئے ہم اپنی طرح تمھین کیچڑ مین پھنسانا نہین چاہتے - تمھین برباد کردینے کا ہمین کوئی حق نہین -

پرسوتم - نہین سرکار یہ آپ کیا فرماتے ہین - نوکر کا فرض ہی کہ مالک کی مصیبت مین بیچارگی مین افلاس تنگدستی مین ہاتھ بٹائے - تابعدار کی حیثیت تقاضا نہین کرتی کہ اپنے محسن آقا کی آئی ہوئی دقتون کو رفع نہ کرے - آپ کی حالت دیکھکر ایسی ہی دل پر چوٹ لگی ہی کر ضبط کا یارا نرہا - آپ کی تابعداری اور اطاعت مین نے ابتدائے عمر سے کی ہی - رگ رگ مین آپ کا نمک پیوست ہی بھلا مجھ سے دیکھا جاسکتا ہی کہ آپ کے دشمنون پر کوئی آفت آئے اور مین کھڑے کھڑے منھ دیکھا کرون - ہاتھ پانون جسم و جان جو کچھ ہے آپ کا ہے - جو جائداد ہی آپ کی - آپنے مجھے خاک سے پاک کیا - میرے تو آپ آقا ہین - اس لئے انصاف اسی کا مقتضی ہی کہ آپ کی آئی مصیبت مین دامے - درمے سخنے جس طرح ہو مدد کرون نہ کہ ایسی بات جس سے دل مین کھونٹ ہو -

سمبھوناتھ - سمجھو کہین ہمارا دیوالہ نکلگیا - کاروبار ابتر ہوگئے - تو یہان فاقے پر نوبت آجائیگی تو تمھارا روپیہ کسطرح ادا ہوگا -

پرسوتم - بلا سے نہ ادا ہوگا - روپیہ ہاتھ کا میل ہی ادھر آیا اُدھر گیا - مین ایسی رقم کو کبھی وقعت کی نگاہ سے نہین دیکھ سکتا - جب آقا ہی کے مصرف مین نہ آئی تو کس کام کی - آپ اس روپیہ سے اپنا کام نکالین کاروبار سنبھالین اس بات مین آپ بخل نہ کرین - میرا اسمین کچھ بگڑتا نہین روپیہ قبول کیجیے -

سمبھوناتھ - عجب سمجھ کے آدمی ہو - بھلے مانس تمھین اپنے روپیہ کے تلف ہوجانے کا افسوس نہین ہوتا -

پرسوتم - کچھ بھی نہین ذرا بھی نہین - ایشور کی سوگند اب مجھے مطلق افسوس نہو گا مین تو اپنی خوش نصیبی سمجھونگا کہ میرا جسم - میری جان - میری جائداد - اپنے شریف آقا کے کام مین لگ گئی - آپ کچھ خیال نہ کرین بلا خوف اپنے مصرف مین لائین - آخر نوکر ہوتا کس لیے ہے - خدمت عجیب چیز ہے سچ کہتا ہون اب مجھے بڑی سرافرازی ہوگی - آپ کے اُبھجے ہوئے معاملات کی گتھی تو سلجھ جائے اسوقت کل کاغذات اپنے ساتھ لیتا آیا ہون حضور انھین ملاحظہ فرمالین - اور کسی مہاجن کے یہان یا تو رہن کر دین - یا بیع کر ڈالین جو مناسب ہو کرین - بندے کو عذر نہین -

یہ کہکر پرسوتم داس نے کل دستاویز - ہنڈیان - پرد نوٹ اور اسیطرح کے کئی اور کاغذ لن کا مٹھا اپنے آقا لالہ شمبھو ناتھ کے پاس پھینکدیا - اور ہاتھ جوڑکر بولا -

"حضور یہی میری مایہ بساط ہے یہی میرے باپ چچا کی کمائی ہے - اسے قبول کیجیے اور سارے تفکرات اور انتشار جو دماغ کو پراگندہ کر رہے ہین دل سے نکال ڈالیے - اور آپ ہرگز یہ نہ خیال کرین کہ یہ چیز کس کی ہے -

اسقدر کہنے کے بعد پرسوتم داس نے ایک ایک دستاویز ایک ایک پرد نوٹ ہنڈیان اور کرنسی نوٹ وغیرہ جو جو کاغذات اُس مٹھے مین بندھے ہوے تھے نکال نکالکر لالہ شمبھو ناتھ کے ہاتھ مین دیدیے اور جو کچھ حقیقت انکی تھی بیان کر دی -

لالہ شمبھو ناتھ چپ چاپ بیٹھے سنا کیے - گویا کوئی خواب دیکھ رہے ہین -

پرسوتم کی باتون نے مرہم کا کام کیا - ابتدائی چرکون کے زخم مندمل کر دیے - کچھ صبر آیا - اُمید نے روغن قاز ملا - اپنا دل مطمئن کرنے کو چوکی سے اُٹھ کر پلنگ پر جا بیٹھے اور کسی گہری فکر مین ڈوب گئے - پرسوتم بولا -

"اب کیا ارشاد ہوتا ہے"

اس آواز نے لالہ شمبھو ناتھ کا خیالی طلسم توڑ ڈالا - گردن اُٹھا کر پرسوتم کے چہرے پر ٹکٹکی باندھ دی پہلے تو ٹھٹھکے - امتحاناً سوالات پوچھے تھے جواب بھی چند توجہ سے سُنے اب یقین اور اعتقاد کا رہوار کنوتیان بدلنے لگا -

آخرکار پرسوتم کی بات کا جواب دینا ہی پڑا۔ فرمایا۔

شمبھوناتھ۔ نہین۔ پرسوتم! میری انسانیت تقاضا نہین کرتی کہ تمھارا مال بھی تلف کردون کیا اپنے ساتھ تمھین بھی برباد کردون۔ یہ تو مجھ سے نہو گا۔ نوشتہ تقدیر جو کچھ ہو گا پیش آئیگا جو سختیان ہونگی اُٹھانا پڑینگی۔ جو مصیبت ہوگی برداشت کرنا ہوگی۔ مین اپنے ساتھ تمھین کیون خراب کردون۔ سوچو تو اتنے روپے مین کام بھی تو نہین چلنے کا۔ (کاغذات کی طرف نظر دوڑا کر) زیادہ سے زیادہ پچیس ہزار کی مالیت ہو اتنے میرا کون کام نکلسکتا ہے مجھے کل صبح تک تین لاکھ روپیہ کا انتظام کرنا ہے۔ اگر ہوگیا تو شاید کچھ دنون کے لیے میرا کام درست ہوجائے ورنہ خرابی تو دھری ہی ہے تم کہانتک ساتھ دوگے اور پھر بازار کا جھگڑا آئے دن کا بکھیڑا اس چھوٹی سی رقم مین کیونکر نپٹ سکتا ہو۔

پرسوتم۔ (فسردگی سے سر جھکا کر) پھر تو جناب! اتنی بڑی رقم کا انتظام کل تک ممکن نہین۔ ایسی کوئی مالیت بھی باقی نہین ہو جو اسوقت کام آسکے۔ کیونکہ جتنی جائداد تھی میرے خیال مین سب رہن بیع ہوچکی ہو کوٹھی اور باغ تک تو نوبت آگئی۔

شمبھوناتھ۔ یہ تو سچ کہتے ہو۔ کوٹھی مکانات اور باغیچہ سب مکفول ہین کوئی جائداد اور نہین جو بار رہن سے بچ رہی ہو۔

پرسوتم۔ پھر کیا ہوگا۔؟

شمبھوناتھ۔ (آہستہ سے) ہوگا کیا۔ روپ کماری کے زیور بچے ہوئے ہین۔

دوسرا باب

قسمت سے مہربان کو ستمگر بنائین گے
نالے ہمارے موم کو پتھر بنائین گے۔

دو گھڑی رات باقی ہو خوشبودار پھولون سے بسی ہوئی نسیم آہستہ آہستہ چل رہی ہو۔ ہرے بھرے درخت حلۂ پوشان بہشت کی یاد دلاتے ہین

ٹہنیاں ہوا کے جھونکوں سے ستون کی طرح جھوم رہی ہین۔ کلیاں رنگین کھلے ہوئے برتن سے نکلے پڑتے ہین۔ غنچون کے چٹخنے کا یہی وقت ہو۔ چڑیاں بھی چہچہا رہی ہین۔ ایسے وقت مین لالہ شمبھوناتھ کے باغ کے اندر ایک دوشیزہ درخت کے نیچے کھڑی ہوئی ایک آدمی سے کچھہ باتین کر رہی ہی۔ دوشیزہ کے دونون ہاتھہ اُس آدمی کے ہاتھہ مین اور سر شانے پر ہے۔ مگر دونون خوشخو دونون قوس ابرو دونون نوخیز دلخاستہ دونون سیمتن گلبدن معلوم ہوتے ہین دوشیزہ کا حسن خداداد تھا نوجوان بھی صورت شکل مین کم نہ تھا۔ دوشیزہ کی آنکھون مین حیا اور شرم تھی نوجوان خیالات بلند اور طبع ارجمند سے مزین تھا۔ دوشیزہ مین دلربائی کے ساتھہ نیکی اور پارسائی پائی جاتی ہو تو یہ جوان بھی زیور علم سے آراستہ وپیراستہ معلوم ہوتا ہو۔ اسکے بھی نفیس خیالات ہین غرض جو دیکھے پھڑک جائے کہ کیا چاند سورج کی جوڑی ہو۔ رعب حسن سے کوئی نظر نہ اٹھا سکے۔

حسن وجمال تو واقعی سحر کا اثر رکھتا ہی۔ جہان کسی بت جادو جمال یا مشتری خصال کو دیکھا اور بس انسان کی روح وجد کرنے لگی رگ دل پر تیر نظر نشتر کا کام کرتا ہی۔ معلوم ہوتا ہی یہ جوان اس دوشیزہ کے حسن پر لٹو ہی اور دوشیزہ بھی اسکے قوس ابرو کی گھائل ہی غیر آپ کھل جائیگا۔ دونون مین باتین ہو رہی ہین ذرا کان لگا کر سنئے پتہ لگ جائیگا۔

نوجوان اس دوشیزہ کی طرف محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہوا کہہ رہا ہی۔

نوجوان۔ دیکھو روپ کماری! اس سے مین نے اُس بات کا ذکر تم سے نہین کیا تھا تمہاری ضد نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہنا پڑا۔ اور اب تم روتی ہو۔ بھلا یہ تمھین مناسب ہی کیا تم سمجھتی ہو مین تمھین تکلیف مین دیکھہ کر خوش ہونگا۔ کیا مین تمھین اسی لیے چھیڑتا ہون کہ تم کڑھو۔ پیاری! تم یہ مت سمجھو۔ میری جان نکلی جاتی ہی۔ ایشر کے لئے رونا دھونا موقوف کرو۔ میرے نازک دل کو کیون چور چور کیے دیتی ہو۔

روپ کماری۔ یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔

نوجوان۔ کیا جھوٹ کہتا ہون تمھاری باتون سے مجھے صدمہ ہوتا ہی۔

روپ کماری۔ (آنسو پوچھکر) کیون۔؟۔

نوجوان - اسلیے کہ تم ناسمجھ بچون کیطرح رو رہی ہو - کیا اس نازک وقت مین تمکو بے صبری سے کام لینا واجب ہی - صبر کرو - صبر سے اچھا پھل ملتا ہی -

روپ کماری - اگر تمھین نصیحت ہی کرنا تھا تو اسوقت مجھے نہ بلاتے - جب تم میرا رونا دہونا دیکھ نہین سکتے تو مجھ سے ملے کیون -؟

نوجوان - معلوم ہوا تمھارے مزاج سے ابھی بچپن کی بو نہین گئی - بچون کی طرح باتین کرنا اور مچلنا خوب آتا ہی - سمجھو تو سہی - بھلا اسوقت تمکو نہ بلواتا تو کیا کرتا - کیا بغیر تمھاری بھولی بھالی صورت دیکھے ہی چلا جاتا - کیا یہ میرے لیے ممکن تھا - کہ تم سے اپنے جانے کا حال بھی نہ کہتا اور بغیر تم سے ملاقات کیے ہی چل دیتا -

روپ کماری - گوپی موہن! تم نہین جانتے کہ اس وقت مجھ بدنصیب کے دلمین آگ سُلگ رہی ہی - دل مین کیا جانے کیسی کیسی باتین اُٹھ رہی ہین - تم کسی کے جی کا حال کیا جانو - کلیجے مین نشتر سے لگے ہوئے ہین - قلب اُلٹا جاتا ہی - بس یہی طبیعت چاہتی ہی کہ بیٹھے بیٹھے رویا کرون -

گوپی موہن - (روپ کماری کا سر اپنے ہاتھون سے تھام کر) کماری جی! یہ تمھین کیا ہو گیا ہی - ایشور جانے کتنی ہی دفعہ ایسی ہی باتین کر چکی ہو - مگر یہ نہین بتاتین کہ تمھین کس بات کا رنج ہی کس فکر سے تم اداس رہتی ہو - کیا تمھین میری بات کا یقین نہین آتا - کیا تم مجھے اپنے دکھ درد کا ساتھی نہین سمجھتین - کیا تم مجھپر بھروسا نہین کر سکتین - کیا مین بھروسے کے قابل نہین - کیا مین کھوٹے دل کا ہون - کیا تمھارا راز میرے سینے مین مقفل نہین رہ سکتا -

روپ کماری - نہین نہین - تم سے کوئی بات نہین چھپاؤنگی - بھلا سوائے تمھارے اور پتا جی (شمبھوناتھ) کے میرا اور کون ایسا رہ گیا ہی - جس سے مین اپنے دل کا حال کہہ سکون دیکھو پیارے کیسی مصیبت آگئی ہی - پتا جی اپنی فکرون مین اُلجھے ہوئے ہین - انکو کھانا پینا حرام ہو رہا ہی - اُنسے کوئی بات بھی نہین کہہ سکتی - اور کہون بھی تو سُنین گے کب - صرف تم سے سہارا تھا - سوچا تھی میرا دکھ درد سننے والا موجود ہی تم بھی آج جایا چاہتے ہو - ہاے اب کس سے کہونگی اور کون سُنے گا -

گوپی موہن: کچھ کہو تو کیا کہنا چاہتی ہو۔؟

روپ کماری۔ کیا میرے درد کی کہانی سنوگے۔ اچھا کہتی ہون۔ یہ تو مین پہلے ہی تم سے کہہ چکی ہون کہ پتا جی کو آجکل روزگار مین ٹوٹا آگیا ہی۔ اسی سے انھین روپیے کی ضرورت ہوگئی ہی۔ کہین روپیہ مِلگیا تو آبرو بچے گی ورنہ بھیکھ مانگنے کے قابل نہ رہینگے

گوپی موہن۔ اس بات کا ذکر تو کئی بار کرچکی ہو۔ (ٹھنڈی سانس بھرکر) کیا کرون ایشور نے مجھے اسقابل ہی نہین بنایا۔

روپ کماری۔ خیر پتاجی نے تو باغ۔ مکان۔ زمین جتنی املاک تھی آہستہ آہستہ سب رہن بیع کردی۔ جو کچھ روپیہ بیع رہن سے بہم پہونچا کاروبار مین لگادیا آجتک تو انھون نے کسی نہ کسی طرح اپنی آبرو بچائی کوئی آنکھ نہین اٹھا سکا مگر اب پھر روپے کی ضرورت آپڑی ہے

گوپی موہن۔ کیون۔؟

روپ کماری۔ ایک شخص سے انھون نے ہنڈی لکھ کر لاکھ روپیہ لیا تھا ہنڈی کی تاریخ گذر گئی ابھی تک روپیہ کی کہین سے سبیل نہین ہوئی۔ اگر ہنڈی کا روپیہ ادا نہ کرسکے تو بڑی خرابی اٹھانی پڑیگی ہوگی۔

گوپی موہن۔ (دبی زبان سے) مگر مین نے سنا تھا تمھاری مان کے پاس قیمتی زیور بہت ہین کیون ان زیورون سے کام نہین نکال لیتے۔ کہین رہن رکھ لین۔ کام تو نکل جائیگا۔

روپ کماری۔ مان کے زیور اب کہان ہین۔؟ وہ تو پہلے ہی بک گئے۔

گوپی موہن۔ (ہچکچاہٹ کے ساتھ) خیر جانے دو اپنے بھی نہین سہی۔ اپنے زیور تم نے دیدیے ہوتے۔

روپ کماری۔ میرے پاس کے زیور بھی رہن ہوگئے۔ بس اب سوائے اس سونے کی چوڑیون کے جو ابھی تک ہاتھون مین پڑی ہوئی ہین ایک چھلا بھی باقی نہین۔

گوپی موہن نے زور سے لمبی سانس کھینچ لی۔ اسکی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ روپ کماری کی بات سے اُسے سخت رنج ہوا۔ مگر مجبور تھا۔ پیر خود درماندہ شفاعت کس کی کرے اسکے پاس اسقدر روپیہ کہان تھا جو روپ کماری کے ہاتھ پر دھر دیتا۔ اور کہتا جاؤ اپنے باپ کا کام سنبھال لو

گوپی موہن چپ سنانے مین کچھ دیر کھڑا رہا اور روپ کماری کی باتین سُنا کیا۔ ایکبار اُسنے آہ سرد بھر کر کہا۔

"پھر کیا ہوگا"

روپ کماری۔ ہوگا کیا قسمت مین تو خرابی بدی ہے۔ بے عزتی ہوگی اسکے سوائے اور کیا ہونا ہے۔ پتاجی کو اس بات کا اسقدر رنج ہے کہ کچھ کہا نہین جاتا۔ اگر کسیطرح دیئے کا انتظام نہوا تو تعجب نہین سٹری ہو جائین۔ یا اپنی جان دیدین۔ اسوقت میری کیا حالت ہو گی۔ مجھے اپنا خیال نہین ہے۔ جتنا کہ پتاجی کا اون بیچارے کی مفت جان پر بن جائیگی، اور کچھ نہوگا۔ اونکی بیقراری اور بے چینی مجھ سے دیکھی نہین جاتی۔

گوپی موہن نے جواب نہ دیا۔ چپ چاپ روپ کماری کی طرف دیکھتا رہا۔ کچھ دیر یہی عالم رہا۔

"روپ کماری بولی۔

"صرف ایک طریقہ ہے جس سے شاید پتاجی کی آئی ہوئی بلا ٹل جاسے"

گوپی موہن۔ وہ کیا۔

روپ کماری۔ (دبی زبان سے) ہُلاس کو تم جانتے ہو۔

گوپی موہن۔ خوب۔

روپ کماری۔ سنتی ہون وہ روپیہ دینے کو طیار ہے۔ مگر........

گوپی موہن۔ پھر کہتی کیون نہین۔ کیون رک رہین۔

روپ کماری کے گل سے رخسارون پر عرق آگیا۔ شرم سے آنکھین جھپکا گئین۔ حیا مانع ہوئی کہ ہُلاس کا نام کیون زبان پر آیا۔ کچھ جواب نہ ملا۔ گوپی موہن نے ٹوکا کس بات کا پس وپیش ہے۔

روپ کماری۔ کچھ نہین۔ ہلاس تو روپیہ دینے مین پیچ نکالتا ہے۔ نکاح کی ایسی شرطین لکھواتا ہے۔

گوپی موہن۔ کس بات کی شرط لگاتا ہے۔

روپ کماری۔ وہ کہتا ہی روپیہ اسوقت دیا جائیگا جب مین اسکے ساتھ شادی کرنے کا وعدہ کرون۔

یہ کہکر روپ کماری نے شرم سے گردن نیچی کرلی اور گوپی موہن پر تو گویا کسی نے پتھر کھینچ مارا دونون تھوڑی دیر کے لیے چپ ہو رہی۔ گوپی موہن کی طبیعت مین خدا جانے کیا کیا خیال گونجنے لگے۔ اندرونی کیفیت کا پتہ لگانا ہمارے فسانہ نگار کے امکان سے باہر ہو وہ ان جھگڑون مین کیون الجھے۔ ہان اتنا کہہ سکتا ہی کہ اسکے دلمین ضرور میٹھا میٹھا درد پیدا ہو گیا ہی۔ کیونکہ وہ روپ کماری کے حسن گلوسوز مین پھنس چکا تھا زخم تو لگا نہ تھا مگر جگر کا ضرور تھا۔ یہ جگر کا بند رکا پھوڑا بنگیا۔ زیادہ کریدکے پوچھنے سے اندرونی آگ چمک اُٹھی۔ یہی آگ برق خرمن سوز بنکر اُسکے جسم کو پھونکنے لگی۔ روپ کماری کی بات ضرور شکستہ خاطری ہوئی مگر بلبسی تھی کیا کرسکتا تھا ضبط کیا بات بنا کر بولا۔

گوپی موہن۔ ہلاس نے کسقدر روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہی۔؟

روپ کماری۔ جتنے کی ضرورت ہو۔ بات یہ ہی کہ پتاجی کا کاروبار ابھی بالکل خراب نہین ہوا ہے۔ صرف دو تین قرضخواہون نے ناک مین دم کر رکھا ہی اور سب سے زیادہ فکر اس ہنڈی کی ہی جسکی میعاد دو تین روز ہوئے ختم ہوگئی۔ گو پتاجی کا بھی بہت سارا روپیہ قرض مین پھیلا ہوا ہی مگر اسوقت تو وصول نہین ہوتا۔ یہ بلا ٹل جائے اور کام سنبھلا رہے تو کوئی مضائقہ کی بات نہین ہی۔ پھنسا ہوا روپیہ بھی وصول ہو جائے اور رنگ ہی بات بھی بنجائے۔ حالانکہ ادھر متواتر کئی کامون مین پتاجی کو نقصان برداشت کرنا پڑا لیکن اسقدر نہین کہ ہمارے کھانے پینے مین کسی بات کی تکلیف ہو۔ یا ہم فاقے کرنے لگین۔ پتاجی کو جسقدر روپیہ لوگون سے پانا ہی کہین وہ سب نکل آئے تو کل قرضہ بھی ادا ہو سکتا ہی اور اسقدر بچ سکتا ہی کہ کارخانہ بند کرنے پر بھی ہم اور ہمارے پتاجی برسون بشہ خرچی سے عمر بسر کر سکین۔

گوپی موہن۔ (تو تمھارے پتاجی ہلاس کی بات مان کیون نہین لیتے۔؟

رُوپ کماری۔ (تعجب سے) یہ کیا کہا۔ ہائے! تم بھی یہ کہنے لگے کیا تم کو

میری شادی دوسرے کے ساتھ ہو جانے سے خوشی ہوگی۔ کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمھارے منھ دیکھنے کے علاوہ دوسرے کا منھ دیکھوں۔

گوپی منوہن۔ کیون؟ ہرج ہی کس بات کا ہو۔ یہ جانتا ہون تم میرے تیر الفت کی گھائل ہو۔ پیار کرتی ہو۔ مگر تمھارا ناز بردار دوسرا پیدا ہو گیا وہ تمھارے نقش پا پر آنکھین بچھائیگا۔ خاک قدم کو سرمہ بنائیگا اور پھر ماشاء اللہ جو فرمائش ہوگی فوراً تعمیل ہوگی۔ اور سب سے بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے پتاجی کو جو اسوقت دریاے رنج و محن مین غوطے کھا رہے ہین۔ مگر دہات زمانہ ستا رہی ہین کیسی بڑی بھاری مسرت ہوگی۔ ساری فکرین دور ہو جائینگی۔ اس لیے تمھین واجب ہی کہ اپنے پتاجی کا خیال رکھو مجھ سے زیادہ تمھین انکے رنج و راحت پر دھیان دینا چاہیئے۔ انکا دل نہ میلا ہونے پائے اور پھر میرا حق تمپر کونسا ہی۔ مین ایک غریب کا لڑکا کنگال آدمی۔ بنیا جب آٹا دال بیچتا ہی تب روٹی پکتی ہی۔ بخلاف اسکے ہلاس زردار کا لڑکا ہی۔ گھر سے خوش۔ اسمین کسی طرح کا عیب نہین۔ کوئی خراب عادت نہین۔ اور پھر سامان بھی وہ کہ چشم فلک نے نہ دیکھا ہوگا۔ لونڈیان باندیان خدمت پر مقرر ہونگی۔ مگر یہان کیا ننگی نہائے گی اور کیا نچوڑے گی۔ نہ نام کو خوشی نہین۔

تم بلا کی ہنس مکھ ہو خندہ پیشانی ہو۔ اور مین مفلس و قلاش ہر وقت اپنی فکر مین مبتلا۔ روٹی کے لیے ادھر اودھر مارا مارا پھرا کرتا ہون۔ افسردگی سے طبیعت نہین شگفتہ ہوتی۔ میرے پاس سواے زق زق بق بق کے کیا دھرا ہے۔ البتہ تمھاری عمر اسکے ساتھ بڑے لطف سے کٹے گی۔ اسلیئے تم میرا خیال چھوڑ دو۔ اسکے ساتھ جسقدر آرام ہی اوتنی ہی میرے ساتھ زحمتین۔

اس کے علاوہ اگر تمھارے پتاجی کو روپیہ نہ ملا تو پھر انکی اور انکے ساتھ تمھاری بھی کیا حالت ہوگی۔ تم اس بات کو خود ہی سوچ سکتی ہو۔ مفت کرم داشتن کیون تامل ہے۔؟

معاملات عشق و محبت۔ نو عمری۔ ناتجربہ کاری۔ آوارہ مزاجی سے دنیا مین

دفتر کے دفتر سیاہ ہین اور پھر جہانتک جی چاہے خیالی گھوڑے دوڑا لیجئے۔ بس یہی کیفیت ان دونون لو گرفتاران محبت کی تھی۔ بیچاری روپ کماری کا چوٹ کھایا ہوا دل ان باتون کی تاب نہ لا سکا۔ چشم خونفشان سے اشک کی لڑیان ٹوٹنے لگین۔ بیقراری نے بھو کماری سر تھام لیا۔

گوپی موہن کا چہرہ پیلا ہوا۔ آنکھون مین سرخ سرخ ڈورے سینے مین دھڑکن اور التہاب قلب کی افزونی اسکی اندرونی الجھن کا پتہ دے رہی تھین۔ اُمید کا خون ہو رہا تھا۔ اسے جسے یہ خبر نہین کہ کون مضطرب و بیقرار اس کے سامنے کھڑا ہی کچھ دیر یونہی سہی کھڑی رہی یکایک اسے پھر ہوش آیا اور روپ کماری غم و اندوہ کی پتلی بنی ہوئی سہمے ہوئے جگر سے آہ تک نہین نکال سکتی تھی۔ اُسے گوپی موہن کی باتون نے چکر مین ڈالدیا گوپی موہن نے بھی استقلال سے کام لیا۔ دل پر جبر کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ ان باتون کے کہتے وقت اُسکے کلیجے کے پرخچے ہوگئے ہین۔ مگر آواز مین سوز کے ساتھ کسی طرح کی کمزوری محسوس نہین ہونے پائی۔

کچھ دیر سکوت کا عالم طاری رہا۔ روپ کماری کو دم بخود دیکھ کر گوپی موہن نے پھر زبان کو جنبش دی۔

روپ کماری جی! تمھارے لیے بس یہی غنیمت ہی کہ میرا خیال چھوڑ دو۔ اور جو مین نے کہا ہی اُس پر عمل کرو۔ اسمین تمھارے پتا اور نیز تمھاری دونون کی بھلائی ہے۔ ٹھاکر سے شادی کر لو۔ مین اب تم سے رخصت ہوتا ہون اپنی نوکری پر جاؤنگا۔ یہی ہماری تمھاری آخری ملاقات ہی۔ میرے دلی جذبات تم دیکھ نہین سکتین۔ میرا سینہ چاک کر کے دیکھو تم اسمین بیٹھی ہوئی ہوگی۔ لیکن اس وقت سے مین کوشش کرونگا۔ تمھاری محبت سے ہاتھ اُوٹھاؤنگا تمھین سینے سے نکالکر پھینکدونگا۔ ایشور چاہیگا تو اب اسمین تمھارا گذر نہو گا۔ روپ کماری جی! تم بھی میری طرح سنگدل بن جاؤ۔ اس الفت کے دھاگے کو توڑکر پھینکدو خیال تھا مین اب کبھی تم سے نہین ملونگا۔ پرماتما! بس یہی دعا ہے کہ تم ہمیشہ خوش و خرم رہو۔ پر دان چڑھو۔ سہو نے کے مورسے دو لھا بیاہنے آئے اور مجھے کیا مین

...ی کی حالت مین جنگل کی ٹھیکریان پھوڑ دون گا۔ اور پہاڑون سے سر ٹکرا ٹکرا کر اُنکی ...سے گذر جاؤن گا۔

...کہکر گوپی موہن اپنی جگہ سے اٹھا۔ روپ کماری بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر سینے مین ...ر کا عالم طاری تھا۔ سیلاب اشک نے زور باندھا۔ دل اُمنڈ آیا بھول سے ...ردن پر آنسو ڈھلک آئے۔

...ہ عشق بھی کیا بُری شے ہے۔ روپ کماری کا نازک کلیجہ کوئی مسلنے لگا۔ آنکھون ...اندھیرا چھا گیا۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی۔ اندر سے کوئی زبان پکڑے لیتا ہے۔ قوت ...ی نے جواب دیدیا۔ ہچکیان آنے لگین۔

اتنے مین لالہ شمبھو ناتھ نے آواز دی "بیٹی روپ کماری کہان ہو۔ ذرا یہان آنا،،
گوپی موہن اس آواز سے چونک پڑا۔ روپ کماری سے بولا۔
دیکھو تمھارے پتا جی یاد کر رہے ہین جاؤ۔ یہان کھڑے کھڑے بہت دیر ہو گئی ...سورج نکل آیا ہے۔ پتا جی گھبرا رہے ہونگے۔ تم کہان چلی گئی ہو۔ جاؤ اور یہی ہم دونون ...خری ملاقات تھی۔ اب کبھی تم سے نہین ملونگا۔ اور نہ خط لکھے کر تمھاری خوشی مین رخ ...نا۔ بس جاؤ۔ مین بھی جاتا ہون۔ ایشور تمھین خیریت سے رکھے۔

...اری روپ کماری جواب بھی نہ دیسکتی تھی۔ وہ خفقانی سی کھڑی ہوئی مُنہ دیکھ رہی ...۔ گوپی موہن کی سنگدلی دیکھکر اسکا دل کانپ رہا تھا۔ اسکے اہتابی چہرے ...نکہت پھیکی پڑ گئی ہے۔ اگلی سی رونق جاتی رہی۔ رنج و غم کی سیاہی دوڑ گئی۔ آنکھون ...سیاہ حلقے پڑ گئے ہین۔ اسکی کس مپرسی کی حالت دیکھی نہین جاتی۔

...پی موہن بات کرتے کرتے کھسک گیا۔ اور درختون کے جھرمٹ سے باہر نکلکر تیزی کے ...باغیچہ کے باہر ہو رہا۔ اسنے پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا خدا جانے کسطرف چلدیا۔ ادھر ...پ کماری کچھ کھوئی سی گئی تھی گوپی موہن کا چلا جانا اُسے محسوس نہ ہوا۔ وہ اور بھی بیقراری ...اِدھر اُدھر تاکنے لگی۔ گوپی موہن کی پیاری صورت آنکھون پھر رہی ہے۔ اسکی اکڑ اسکی خوشنمائی ...سامنے کھینچی ہوئی ہے۔ سودے نے زور باندھ رکھا تھا۔ جوش محبت نے دیوانی بنا دی۔ وہ

کھڑے کھڑے بڑبڑانے لگی۔ ہای ہی کس سے کہون۔ نارائن! بیٹھے بٹھائے کیا ہوگیا ہی۔ ہاے وہ بھبھوکا سا چہرہ چھلاوہ بنکر غایب ہوگیا اب وہ دکھائی نہ دیگا۔ اب ڈھونڈھون تو کہان ڈھونڈھون روپ کماری نگاہ پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھتی ہی مگر کچھ سوجھائی نہین دیتا۔

باب تیسرا

کس سے کرون مین دعوے دل جاکے انجدا

دل وادہ زلف ہون رخ دلبر ندیدہ ہون

ہاے رے اس عشق کا برا ہو جس نے فرہاد کی جان لی۔ جس نے مجنون کو بن بن پھرایا۔ جس نے وامق کو کوئین جھنکائے۔ جس نے خسرو پر آفت ڈھائی۔ جس نے راجہ نل کو برباد کیا۔ جس نے شکنتلا سی حور وش کامنی سے جنگل کی ٹھیکریان پھوڑ وائین۔ جس نے سیتا سی دیوی کو زمین کا پیوند بنا دیا۔

روپ کماری کو گوپی موہن کا داغ اٹھائے آج کئی برس ہو چکے ہین۔ شربت دیدار میسر نہین ہوا۔ رات دن کڑھتے کڑھتے جسم نحیف ہوگیا۔ ٹھنڈی سانس بھرتے بھرتے نلہ سی انکھین نکل آئی۔ ٹرن ہوگئی ہی۔ در و دیوار سے پوچھتی ہی میرے پیارے (گوپی موہن) کو دیکھا ہو تو مجھے بھی دکھا دو۔ ایشور یہ کیا ہوا۔ یہ غم کا پہاڑ کیون ٹوٹ پڑا۔ ہاے اسطرح تقدیر بگڑ گئی غرضکہ ہزارون خیال سراسیمگی کے ساتھ اُسکے ذہن مین آتے تھے۔ طبیعت الجھتی تھی اور دل بے قابو ہو کر رہ جاتی تھی۔ آنکھین مجرم کیطرح انتشار مین ہین۔ سر جھکا ہی اور آنسوؤن کا تار آنکھین لگائے لیتا ہے۔ حالانکہ گوپی موہن کی بیوفائی بے مروتی اور پتا نمبھوناتھ کے آئے دن کے مصائب تو اس بات کے متقاضی تھے کہ روپ کماری کبھی اسطرف دھیان نہ دیتی وہ ضرور ہلاس سے شادی کر لیتی۔ تاہم اُس نے ابتک اپنے تئین سنبھالا۔ ہلاس کیطرف کبھی خیال بھی نہ دوڑا۔ وہ تو گوپی موہن کے رنگ مین رنگی ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہی ایشور میرا خاتمہ کر دے تو اچھا ہے۔ روپ کماری تجھے پرماتما نے اسی لیئے پیدا کیا ہے کہ تیری ساری عمر کوفت اُٹھاتے بیتے۔

دیوانگی کی حالت مین جنگل کی ٹھوکرین کھاؤنگا۔ یا پہاڑون سے سر ٹکرا ٹکرا کر اِس دنیا سے گذر جاؤن گا۔

یہ کہکر گوپی موہن اپنی جگہ سے اٹھا۔ روپ کماری بھی اُٹھ کھڑی ہوئی۔ مگر سینے مین مد وجزر کا عالم طاری تھا۔ سیلاب اشک نے زور باندھا۔ دل اُمنڈ آیا۔ پھول سے رخسارون پر آنسو ڈھلک آئے۔

ہائے عشق بھی کیا بُری شے ہے۔ روپ کماری کا نازک کلیجہ کوئی مسلنے لگا۔ آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ وہ کچھ بولنا چاہتی تھی۔ اندر سے کوئی زبان پکڑے لیتا ہے۔ قوت نطق نے جواب دیا۔ ہچکیان آنے لگین۔

اتنے مین لالہ شمبھو ناتھ نے آواز دی "بیٹی روپ کماری کہان ہو۔ ذرا یہان آنا"۔

گوپی موہن اس آواز سے چونک پڑا۔ روپ کماری سے بولا۔

"دیکھو تمھارے پتا جی یاد کر رہے ہین جاؤ۔ یہان کھڑے کھڑے بہت دیر ہو گئی ہے۔ سورج نکل آیا ہے۔ پتا جی گھبرا رہے ہونگے۔ تم کہان چلی گئی ہو۔ جاؤ اور یہی ہم دونون کی آخری ملاقات سمجھو۔ اب کبھی تم سے نہین ملونگا۔ اور نہ خط لکھکر تمھاری خوشی مین رخنہ ڈالونگا۔ بس جاؤ۔ مین بھی جاتا ہون۔ ایشور تمھین خیریت سے رکھے۔

بیچاری روپ کماری جواب بھی نہ دیسکتی تھی۔ وہ خفقانی سی کھڑی ہوئی مُنھ دیکھ رہی تھی۔ گوپی موہن کی سنگدلی دیکھکر اسکا دل کانپ رہا تھا۔ اسکے مہتابی چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی ہے۔ اگلی سی رونق جاتی رہی۔ رنج وغم کی سیاہی دوڑ گئی۔ آنکھون مین سیاہ حلقے پڑ گئے ہین۔ اسکی کسمپرسی کی حالت دیکھی نہین جاتی۔

گوپی موہن بات کرتے کرتے کھسک گیا۔ اور درختون کے جھُرمٹ سے باہر نکلکر تیزی کے ساتھ باغیچہ کے باہر ہو رہا۔ اسنے پیچھے پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔ خدا جانے کسطرف چلدیا۔ ادھر روپ کماری کچھ کھوئی گئی تھی۔ گوپی موہن کا چلا جانا اُسے محسوس نہ ہوا۔ وہ اور بھی بیقراری سے اِدھر اُدھر تاکنے لگی۔ گوپی موہن کی پیاری صورت آنکھون مین پھر رہی ہے۔ اسکی اُکتا اُکتی خوش بیانی کی تصویر سامنے کھینچی ہوئی ہے۔ سودے نے زور باندھ رکھا تھا۔ جوش اشک نے طغیانی دکھا دی۔ وہ

کھڑے کھڑے بڑبڑانے لگی۔ ہای کس سے کہون۔ نارائن! بیٹھے بٹھائے کیا ہو گیا ہی۔ ہاے وہ بھبھوکا سا چہرہ چھلاوہ بنکر غائب ہو گیا اب وہ دکھائی نہ دیگا۔ اب ڈھونڈھون تو کہان ڈھونڈھون روپ کماری نگاہ پھاڑ پھاڑ کر چارون طرف دیکھتی ہی مگر کچھ سوجھائی نہین دیتا۔

باب تیسرا

کس سے کرون مین دعوٰے دل جائے ایجدا
دل دادہ زلف ہون رخ دلبر ندیدہ ہون

ہاے رے اس عشق کا بُرا ہو جس نے فرہاد کی جان لی۔ جس نے مجنون کو بن بن پھرایا۔ جس نے وامق کو کنوین جھنکائے۔ جس نے خسرو پر آفت ڈھائی۔ جس نے راجہ نل کو برباد کیا۔ جس نے شکنتلا سی حور وش کامنی سے جنگل کی ٹھیکریان پھوڑوائین۔ جس نے سیتا سی دیوی کو زمین کا پیوند بنا دیا۔

رُوپ کماری کو گوپی موہن کا داغ اٹھائے آج کئی برس ہو چکے ہین۔ شربت دیدار میسر نہین ہوا۔ رات دن کڑھتے کڑھتے جسم نحیف ہو گیا۔ ٹھنڈی سانس بھرتے بھرتے غلافی آنکھین نکل آئی۔ ٹرن ہو گئی ہی۔ در و دیوار سے پوچھتی ہی میرے پیارے گوپی موہن کو دیکھا ہو تو مجھے بھی دکھا دو۔ ایشور یہ کیا ہوا۔ یہ غم کا پہاڑ مجھ کو توڑ پڑا۔ ہاے اسطرح تقدیر بگڑ گئی غرضکہ ہزارون خیال سراسیمگی کے ساتھ اُسکے ذہن مین آتے تھے۔ طبیعت الجھتی تھی اور دل بے قابو ہو کر رہ جاتی تھی۔ آنکھین مجرم کیطرح انتشار مین ہین۔ سر جھکا ہی اور آنسوؤن کا تار آنکھین لگائے لیتا ہے۔ حالانکہ گوپی موہن کی بیوفائی بے مروتی اور پتا شمبھوناتھ کے آئے دن کے مصائب تو اس بات کے متقاضی تھے کہ روپ کماری کبھی اسطرف دھیان نہ دیتی وہ ضرور ہلاس سے شادی کر لیتی۔ تاہم اُس نے ابتک اپنے تیئن سنبھالا۔ ہلاس کیطرف کبھی خیال بھی نہ دوڑا۔ وہ تو گوپی موہن کے رنگ مین رنگی ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہی ایشور میرا خاتمہ کر دے تو اچھا ہے۔ روپ کماری تجھے پرماتما نے اسی لیے پیدا کیا ہے کہ تیری ساری عمر کوفت اُٹھاتے بیتے۔

شمبھوناتھ جی اچھی طرح جانتے تھے کہ روپ کماری گوپی موہن کے سوا کبھی دوسرے کے ساتھ شادی نہ کریگی۔ سوم ایکدفعہ لالہ شمبھوناتھ گوپی موہن کو زبان بھی دیچکے تھے کہ روپ کماری کی شادی گوپی موہن کے ساتھ ہوگی۔

ادھر ہلاس اپنے گھر کا خوش تھا۔ وزانہ لالہ شمبھوناتھ کے گھر آتا اور چاہتا تھا روپ کماری کا عقد میرے ساتھ ہو جائے۔ اسلیئے اُسنے بہت کچھ زور مارا روپیہ پیسہ کا بھی وعدہ کیا وہ جانتا تھا روپیے کی مار بہت زبردست ہوتی ہے۔ اس ترکیب سے اغلب ہے روپ کماری کی نسبت لالہ میرے ساتھ کر دین روپ کماری کی ہنستی پیشانی۔ اسکی سڈول گندھی ہوئی چوٹی اسکی بے تکلفانہ انداز و ادا اُسکے دل پر ستم کر چکے تھے

ایکدن موقع پاکر ہلاس نے لالہ شمبھوناتھ سے کہا۔

"جناب آپکو روپے کی فکر نہ کرنی چاہیئے۔ جسقدر ضرورت ہو بلا تکلف مجھ سے کہین مین بہم پہونچا دونگا۔

لالہ شمبھوناتھ نے ظاہرا سباب یہ کہکر ٹالدیا۔ ہان بھئی جب ضرورت ہوگی تمسے کہونگا۔ مین جانتا ہون تمھارے مزاج مین بے تکلفی بہت ہے۔ اس سے تو جہ کسی قدر زیادہ تھی۔ گو شمبھوناتھ چاہتے تھے کہ ہلاس سے روپیہ کا بندوبست کرالین۔ مگر غیرت تقاضا نہین کرتی۔ بات لب تک آکے رہ گئی۔ سوال نہ کر سکے۔

غرضکہ انکی مدد کا کوئی طریقہ نہ نکلا۔ ادھر دن بدن کام مین ابتری ہوتی گئی۔ کل جائداد زمینداری وغیرہ بیع ہو گئی۔ قرضخواہون کی ڈگریاں روز بروز دروازے پر موجود رہتی تھین ناچار انھون نے کل کاروبار بند کر دیے اور دروازہ بند کر کے گھر مین بیٹھ رہے۔ اگرچہ انھین بہت بڑا نقصان اُٹھانا پڑا لیکن کچھ نہ کچھ قرضے سے ہلکے ہی ہو گئے تھے۔ اب انھین فاقون کی نوبت پہونچ گئی۔ ایکدن اُنھون نے سوچا کہ لڑکی کے ہاتھ ضرور ہی پیلے کرنا ہین ہلاس امیر گھر کا لڑکا ہے۔ مالدار بھی ہے۔ اسلیئے روپ کماری کی شادی اُسکے ساتھ کر دی جائے۔

پتا کے بہت زور دینے اور ہلاس کے لگاوٹ دکھانے پر بھی اُسنے صاف جواب دیدیا

مین ابھی شادی نہین کرونگی۔

حالانکہ روپ کماری نے ہلاس کو جواب نہین دیا کیونکہ شرم وحیا کی پتلی تھی۔ کیونکر آنکھ چار کرتی کیونکر زبان سے کہتی۔ تاہم ہلاس نے سمجھ لیا کہ اس بر قوغ نازنین کو عشق مین پرآنکھ ڈالنا محال ہی۔ یہ پری کبھی عشرت خانے کو منور نہ کرے گی۔ اسکا دل گوپی ہو گئی او ابھی پیاہوا ہے۔

روپ کماری کے جواب تلخ سے ہلاس غمگین ہوگیا۔ وہ عشق مین بولا کر اپنے شہر سے نکل بھاگا۔ در در کی خاک چھانتا اور آہ سرد بھرنا ہی کام تھا ایکدن خیال آیا اسطرح پھرنے سے کسی کی تابعداری کرلینا اچھا ہی۔ یہ سوچکر پھر بستی مین آیا فوج مین نوکری کرلی ہلاس نے کس نیت سے یہ کام کیا یہ تو ہم نہین جان سکے۔ اگر کہین تنخواہ کی طمع مین نوکری کی تو یہ نا ممکن معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ کوئی مفلس قلاش آدمی نہ تھا گھر کا رئیس تھا۔ نوکری کی کیا ضرورت اگر کہا جاے جنگ مین کٹ کر اپنی جان دیدیگا۔ بہادرون کی فہرست مین نام درج ہو جائیگا۔ تلوارون کے سائے مین روح نکلنے سے سُرگ کی ہوا کھانے کو ملتی ہی۔ کیونکہ کسی نے کہا ہی۔ ع

جنت الفردوس زیر سایہ شمشیر ست

تو یہ بھی اُسکی جرأت و دلیری سے بعید معلوم ہوتا ہی۔ کیونکہ اس سے بڑھکر بزدلا اور کم ہمت اُس بستی مین شاید ہی کوئی ہو۔

خیر کوئی بات ہو۔ اتنا ضرور ہوا کہ کچھ تو دولت و ثروت کا خیال کر کے اور کچھ باپ دادون کی عزت سمجھکر اسے فوج مین جگہ ملگئی وہ سال ہی چھ مہینے کے اندر کسی اونچے عہدے پر کام کرنے لگا۔ ہوتے ہوتے تین چار سال بھی نہ گذرے ہونگے ملک بلوچستان کی مشہور پہاڑیان طے کرتے ہوئے کابلیون کے مقابلے پر ہلاس کا مشہور کیمپ بھی نصب ہوگیا ہی۔ دوپہر کا وقت ہی۔ پہاڑی قلعے کی دیوار کے اوپر دوربین ہاتھ مین لیے ہلاس ادھر اُدھر ٹہل رہا ہی اسوقت اسکے دل سے دماغ تک انواع و اقسام کے خیالات چکر باندھ رہے ہین۔ کبھی اُسے اپنی پچھلی۔

حالت پر دھیان آتا ہی کہ وہ کچھ برس پہلے کہاں اور کس حالت مین تھا اور اب کہان اور کس حال مین ہی اور کبھی گذشتہ قصونکا اعادہ ہو جاتا ہے۔ روپ کماری کی تصویر سامنے ناچنے لگتی ہی۔ اُسکی موہنی باتونکا خیال آجاتا ہے۔ آج چار سال ہوئے اُسے نہین دیکھا۔ اور نہ کوئی خبر سُنائی دی۔ ہلاس کے مُنھ سے لمبی سانس نکل جاتی ہی، وہ چاہتا ہی یہ جانگداز خیال دل سے نکل جائے۔ مگر محبوبہ کی خماری انکھڑیان بیساختہ پن۔ بلا کی چھبن حسین مبین کی یاد قیامت بپا کر دیتی ہے۔ خرمن صبر پر بجلی گر پڑتی ہی۔ جی مین آتا ہی نوکری چھوڑ کر کوے دلدار کا راستہ لے۔

ہلاس کا پیچ و تاب اسوقت بہت بڑھگیا ہی۔ وہ دل بہلانا چاہتا ہے اپنے سامنے کی اونچی ویران پہاڑیون پر سمند نظر سرپٹ دوڑانے لگتا ہی۔ لیکن اس سے دلکی بیچینی دفع نہین ہوتی۔ بے قراری نہین ٹلتی۔ چارونطرف کا چکر لگاکر پھر خیال کوچہ یار مین طواف کرنے لگتا ہی۔ طرح طرح کے منصوبے گانٹھے جاتے ہین۔

دفعتہً ہلاس کا دھیان دو پہاڑیون کے درمیان ایک گھاٹی پر جا پڑا۔ نگاہ دوڑتی ہوئی گھاٹی مین پہونچگئی یہ کچھ آدمی چلتے پھرتے نظر آئے۔ ہلاس کو حیرت نے گھیر لیا۔ کچھ تعجب ہوا۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا صاف صاف نہ معلوم ہوا کیا بات ہی۔ دوربین ہاتھ مین تھی کرسی پر بیٹھکر گھاٹی کی تاک جھانک شروع کر دی۔

اس قلعہ مین پہونچنے کا راستہ دونون پہاڑیون کے اندر سے تھا اس راستے پر اسوقت دو سوار دکھائی دیے جو اپنے بیچ مین ایک فنس لیئے ہوئے آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے۔

اس جگہ سوار اور فنس کے دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہی ضرور فنس مین کوئی زنانی سواری ہے فنس کے دیکھنے سے ہلاس کو اور بھی تعجب ہوا کہ یا الٰہی یہ کون سوار ہے اور اس پہاڑی گھاٹیون مین فنس کیسی۔

سوارونکی وردیان انگریزی فیشن کی تھین مگر صورت شکل سے وحشی معلوم ہوتے تھے یکایک پہاڑی درے کے قریب پہونچکر دونون سوارون نے گھوڑا روک لیا

ادھر اودھر دیکھا۔ پھر کیا جانے کس خیال سے نفس لیئے ہوئے دوسری پگڈنڈی پر قدم رکھ کے اور گھوڑا کڑکڑاتے ہوئے دور نکل گئے۔

اب ہلاس کی جرأت اور زیادہ بڑھ گئی اسکی سمجھ مین نہین آتا تھا یہ سوار کون ہین۔ اور من ہی من کیا ہو وہ کیون سیدھا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر ہو لئے۔ ادھر آتے آتے کیون پلٹ پڑے۔؟

یکایک ہلاس کا دل بدل اٹھا۔ ہو نہو یہ سوار کابلی پٹھان ہین۔ ضرور کوئی عورت انکے پھندے مین پھنس گئی ہو۔ اسکا زیور کپڑا چھین لیا ہوگا۔ سوارون کی نیت ضرور خراب ہی کیونکہ اکثر اسی قسم کی واردا تین ان کابلی پٹھانون کے ہاتھ سے روز ہوا کرتی ہین۔ پٹھانون کی بدعت مشہور تھی۔ روز شبخون مارنے کا حال روز کسی خوبصورت عورت کو بھگا لے جانے کی وارداتین اخبارون مین پڑھا کرتا تھا۔

اسلیئے ہلاس کے شک کی حد نہ رہی اُسنے اپنے پاس کے ایک افسر کیطرف جو اسکی ماتحتی مین کام کرتا تھا۔ دیکھا اور اُسے اشارے سے بلایا۔

ہلاس۔ کیون جی رام سنگھ! کچھ تم نے دیکھا۔

ماتحت۔ جی نہین۔ کیا ہے۔؟

ہلاس۔ اس پہاڑی درے مین دو سوار ایک نفس لئے جا رہے ہین۔ پہلے ادھر آتے تھے۔ پھر خدا جانے کیا سوچکر راستہ بدل دیا۔ دوسرے ڈھرے کا پتہ رہی

رام سنگھ۔ ہان مین نے بھی دیکھا دو سوار اور ایک نفس آ رہی تھی۔

ہلاس۔ اُن سوارون کو تم پہچانتے ہو۔ کون تھے۔

رام سنگھ نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

ہلاس نے پھر پوچھا۔

"کیون جواب دو کیا بات ہی"

رام سنگھ۔ مین ٹھیک نہین کہہ سکتا۔ البتہ شک مجھے بھی ہوتا ہو ضرور قزاق ہین

ہلاس۔ (چونک کر) کیا قزاق ہین۔ نام جانتے ہو۔

رام سنگھ۔ اچھا نہ ہی گوپی ڈاکو ہو گا۔ جسکا اشتہار ہے

ہلاس۔ کیا کہا۔ کیا گوپی ڈاکو تھا۔

رام سنگھ۔ شاید ایسا ہی تھا مگر ٹھیک ٹھیک نہین کہہ سکتا۔

ہلاس کھڑے کھڑے چپ چاپ سوچ رہا تھا۔

گوپی نامے ڈاکو ان دنون بہت بڑا ڈاکو مشہور ہو رہا تھا۔ اُس کے نام سے بڑے بڑے سیٹھ ساہوکار بڑے بڑے دولتمند بڑے بڑے پولیس افسرون کی روحین کانپ اٹھتی تھین کسی کی ہمت کسی کا حوصلہ اور کسی کی جرأت نہ پڑتی تھی جو اُس خونخوار ڈاکو کی گرفتاری کا ارادہ کرتا۔

گوپی کی بہادری۔ گوپی کی پھرتی۔ گوپی کا رعب تمام پنجاب کے چھوٹون بڑون پر بیٹھا ہوا تھا اُسکے نام سے لوگون کا پیشاب خطا ہوتا تھا۔ وہ اشتہاری مجرم ہے اس کے پکڑانے کے لیئے کئی دفعہ کوشش کی گئی مگر ابھی تک کوئی اُسکی گرد بھی نہ پاسکا۔ پولیس اُسکی گرفتاری سے مایوس ہو چکی تھی۔ لوگ خیال کرتے تھے یہ کبھی پکڑا نہ جائیگا۔

اُسوقت اُس ڈاکو کا نام سنکر ہلاس کچھ دیر کے لیئے فکر مین پڑ گیا۔ آخر اُسنے رام سنگھ سے پوچھا "اُس نینس مین کون سوار تھا۔ کچھ سمجھ سکتے ہو۔

رام سنگھ۔ کسی عورت کو پکڑے لیے جاتا ہوگا۔

ہلاس۔ (کچھ دیر سکوت کرکے) خیر اس بات کا پتہ لگانا ضروری ہے۔ وہ سوار کون ہے اور پالکی مین کون عورت گرفتار کیگئی ہے۔ تم جاؤ۔ اسی وقت بیس سوارون کو طیار کرکے لے آؤ۔ مین ان دونون بدمعاشون کا پیچھا کرونگا۔

حالانکہ بیس سوارون کی جمعیت مین ایک خونی ڈاکو کی گرفتاری کے لیے کھڑا ہو جانا بہت ہی خطرناک تھا۔ لیکن اپنے افسر کی تعمیل حکم فرض سمجھکر رام سنگھ مجبور ہو گیا۔ ہلاس کا حکم ٹال دینا بھی خطرے سے کم نہ تھا۔ کیونکہ وہ تند مزاج تھا۔ ذرا سی بات مین بگڑ اُٹھتا تھا اور پھر بغیر سزا دیے پیچھا نہ چھوڑتا تھا۔

بات کی بات مین بیس سوار گھوڑون پر لدے ہوئے قلعے کے پھاٹک پر موجود ہو گئے۔

تعاقب مین نورس تند گھوڑے کو کڑاتا ہوا چلدیا آناًفاناً گل سوار پہاڑی کی اوٹ مین ہو گئے۔

ہلاس تعاقب مین سرگرم تھا۔ بات کی بات مین اپنے ساتھیون کی جماعت مین گوپی ڈاکو کے متصل پہونچ گیا۔

گوپی ڈاکو کے ہمراہی مین اسوقت گیارہ سوار تھے۔ جو ہتھیارون سے مسلح تھے تیر و تفنگ برچھے۔ برچھیان وغیرہ ساتھ تھین۔ لباس بھی فوجی طریقے کا تھا۔ جتنے سوار تھے سب مضبوط اور جیالے معلوم پڑتے تھے۔

ہلاس اور انکے بیس سوارون کو دیکھ کر۔ گوپی کے سوار ٹھٹک رہے نیس بیچ مین کرلی گئی۔ اور مقابلے پر ڈٹ گئے۔

ہلاس نے پہلے تو انکو اپنی چرب زبانی سے سمجھایا اور پوچھا۔ تم کہان کے باشندے ہو۔ کہان جاؤ گے۔ اگر ڈاکو ہو تو اس قزاقی کے پیشے کو چھوڑ دو۔ قوم پرستی کا سبق یاد کرو جس سے دُنیا اور آخرت دونون سنبھلے۔

ہلاس کی باتین کچھ کارگر نہ ہوئین۔ کوئی نتیجہ نہ نکلا بلکہ ان سبھون نے درشت کلامی دکھلائی بے عزتی کا برتاؤ کیا۔

مجبور ہو کر ہلاس نے اپنے ساتھیون سے اشارہ کیا۔ بدمعاش ہین انپر گولیون کی بوچھار کر دو۔ یہ سیدھی طرح سے نہ مانین گے۔

حکم کی دیر تھی گولیان برسنے لگین۔ ڈاکوؤن نے بھی بندوقین سنبھالین اور دنادن فیر ہونے لگین۔

ہلاس نے اپنے ساتھیون کو سمجھا دیا تھا۔ اس پالکی پر گولی نہ پڑنے پائے اس سبب ہلاس کے ساتھیون کو سنبھل سنبھلکر گولیان چلانا پڑتی تھین بخلاف اس کے حریف بیخوف دہراس گولیون کی بوچھار کئے دیتے تھے۔ انکو کسی بات کا ڈر تھا۔

ہلاس کے دو تین آدمی ڈھیر ہو گئے۔

یہ چھوٹا سا معرکہ قریب قریب آدھ گھنٹہ قایم رہا۔ ہلاس کے وفادار سوار اپنی پوری طاقت صرف کر چکے تھے۔ انکے ہاتھ سست پڑنے لگے ہلاس نے دیکھا اگر آدھ گھنٹہ اور لڑائی

رہی تو دشمن کامیاب ہو جائیگا۔ اور مجھے شکست اُٹھانا پڑیگی کیونکہ بیس سوارون مین تین سوار طعمہ اجل ہو چکے ہین۔ سات آدمیون کے ہاتھ گولی پڑنے سے جھول گئے۔ اس لیے بقیہ السیف تاب مقاومت نہین لا سکتے۔ فرور بھاگ کھڑے ہونگے۔ دشمنو نکے آدمیون مین صرف دو آدمی کام آئے۔

ہلاس کی ہمت ٹوٹ گئی۔ وہ غور مین تھا اب کیا کرنا چاہیئے یہ یکایک ہلاس کو پشت پر سے گھوڑون کے ٹاپون کی آواز کان مین آئی۔ دیکھا کہ بیس سوارون کا قافلہ تیزی کے ساتھ اپنی طرف بڑھ رہا ہی اُسنے دور ہی سے گولیان برسانا شروع کردین۔ ہلاس کے سوار تعداد مین دس تھے۔ گو حوصلے سے کام لیا۔ گولیونکا جواب گولیون سے دیتے رہے مگر دشمن کی جماعت تگنی تھی اور یہ صرف دس۔ جرأت نے جواب دیدیا۔

ہلاس نے سوچا دشمن زبردست ہی میرے ساتھ چال کھیلی گئی۔ دھوکا دیا گیا۔ غلس خاصکر اسی لیے یہان لائی گئی۔ کہ ہم لوگ دھوکا کھا کر اپنے کیمپ سے باہر آجائین۔ اور دشمن ہمین گرفتار کرلین۔

ہو نہ ہو دل مین اپنی بیوقوفی پر سخت پشیمان ہوگیا ہو سکتا تھا۔ غلس کی طرف نگاہ پڑھ جانے سے اوسے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ وہ بالکل خالی ہے۔ اس کے دونون پٹ بالکل کھلے ہوئے تھے اور اندر کوئی دکھائی نہ پڑتا تھا۔

دفعتہً ایک گولی ہلاس کے بائین شانے پر لگی۔ ہلاس پشت زین پر نہ ٹھہر سکا۔ لڑھکتا ہوا زمین پر آرہا۔ اور گرتے ہی بیہوش ہوگیا۔

جب چند منٹ بعد بیہوشی دفع ہوئی۔ ہلاس نے اپنے کو اپنے کیمپ کے اندر دالے خاص کمرے میں ایک پلنگ پر پڑا ہوا پایا۔ شانے پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ اور ایک عورت بالین کھڑی ہوئی پنکھا جھل رہی ہو۔

باب چوتھا

کبھی ہوتا ہوں ظاہر جلوۂ حسن نکو ہو کر
کبھی خاطر میں چھپ جاتا ہوں تیری آرزو ہو کر

پھر ہلاس سنگھ اپنی حالت زار پر کچھ اسطرح متاثر ہوا کہ اُسے اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی وہ سمجھتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی۔ دشمن نے گولی کا نشانہ بنایا کبھی جیتا نہ بچوں گا مگر یہ عورت کون ہے تیمارداری کیوں کر رہی ہے کیسے بھی اپنا ہے۔ جنگی میدان سے کون اٹھا لایا۔ کیا دشمن بھاگ گئے۔ خواب تو نہیں دیکھ رہا ہوں۔ ہلاس کے خیال کی وسعت بڑھ گئی۔ اگلی پچھلی باتیں سامنے ہو گئیں۔ بام قلعہ سے پالکی اور سواروں کا نظر آنا اپنا پیچھا کرنا اور پھر لڑائی میں گولی کھا کر گر پڑنا کل باتیں رفتہ رفتہ ازبر ہو گئیں۔ اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اپنے ڈیرے پر کیونکر آنا ہوا۔ اور یہ عورت کیونکر یہاں آ گئی۔

ہلاس تعجب سے اس عورت پر نگاہ ڈالتا ہوا اور اُسکی مہر و عنایت کا سبب دریافت کرنا چاہتا ہے مگر جرأت نہیں پڑتی تھی۔ اُسے خوف ہوا اگر زبان ہلاؤں گا۔ زندگی کی پینگیں اس عورت کے ہاتھ پہنچی ضرور ٹھیس کھا دیگی۔

ہلاس سہما ہوا عورت کیطرف دیکھ رہا تھا۔ عورت اُسے بہت دیکھ کر بولی۔

عورت۔ کیوں جی ڈرتے کیوں ہو طبیعت کا کیا حال ہے۔؟

عورت کی آواز سے ہلاس چونک پڑا چونکہ آواز پہچانی ہوئی تھی اُسنے ایکبار سر سے پاؤں تک عورت کی طرف دیکھا۔ ضبط کی تاب نہ رہی بے اختیاری کے ساتھ چیخ اٹھا ہائیں۔ روپ کماری! تم یہاں کہاں۔؟

روپ کماری۔ ہاں جی ہاں ہوں

ہلاس۔ پیاری روپ کماری! اسطرح آمد بہار سے برگ و بار ہرے ہو جاتے ہیں جسطرح نسیم کے جھونکوں سے غنچہ و گل کھلکھلا اُٹھتے ہیں یہی حال میرا ہے پیاری! کیا تم میرے نصیبوں میں فرشتہ بنکر آ گئیں۔ کیا دشمن تمہارا

تا بو کیونکر چلا تمھاری یہ حالت کیا ہو گئی۔

اتنے ہی مین کمرے کا دروازہ جو بھڑا ہوا تھا کھلنے کی آہٹ معلوم ہوئی۔ ہلاس نے پھر کر دیکھا تو لالہ شمبھو ناتھ کی شکل نظر آئی لالہ صاحب خراماں خراماں آکر کرسی پر بیٹھ گئے۔

ہلاس کا تعجب اور بھی بڑھ گیا۔ یکایک قلعہ کے سب جتنے افسر تھے وہ بھی اپنے مجروح کرنل ہلاس سنگھ کی مزاج پرسی کے لیے کمرے مین آملے۔

روپ کماری چھلاوہ بنکر کمرے سے نکلگئی۔

آہستہ آہستہ میجر ہلاس سنگھ کو سب حال سے واقفیت ہو گئی۔ جب وہ بیس سوارون کی معیت مین ڈاکوؤن کا سراغ لینے اپنے خیمے سے نکلا تھا اُسکے گھنٹہ بھر بعد کیمپ والون کو معلوم ہوا کہ سردار ہلاس سنگھ سے معرکہ چھڑ گیا ہی تو یہان سے چالیس مسلح سپاہی دھاوا مارتے ہوئے عین معرکہ پر پہونچ گئے۔ ہنوز ان سپاہیون کا خیل پہونچنے بھی نہ پایا تھا جتنے لٹیرے تھے سب میدان چھوڑ کر بھاگے۔

میجر ہلاس سنگھ کے بیس سوارون مین صرف تین صحیح و سلامت بچ رہے تھے باقی کچھ تو دم توڑ چکے تھے اور کچھ زخمی میدان مین تڑپ رہے تھے۔ ان زخمیون مین میجر ہلاس سنگھ بھی کسی غار مین قزاقون کا شکار بنا ہوا لوٹ رہا تھا۔ اُسے کچھ خبر نہ تھی مین کہان ہون۔ زخمی ہون یا زندہ۔

اتنے مین چالیس سپاہیون کا دستہ دفعتہً اس غار کیطرف جا پڑا۔ اپنے افسر کو زخمی دیکھ کر غار سے نکالا اور بیڑا دیر سے آئے۔ ادھر میجر ہلاس سنگھ ڈیرے پر لائے گئے۔ ادھر لالہ شمبھو ناتھ بھی اپنے ہموطن کا زخمی ہونا سنکر عیادت کے لیے کرسی پر متمکن ہوئے لالہ شمبھو ناتھ کی لڑکی روپ کماری بھی ہمراہ تھی۔

کل واقعہ سننے کے بعد میجر ہلاس سنگھ نے لالہ شمبھو ناتھ سے آنے کا سبب پوچھا۔

لالہ شمبھو ناتھ نے آنے کا سبب تو بیان نہین کیا۔ صرف یہ کہا۔

"میری ادھر نیز چھوکری روپ کماری کی طبیعت بہت خراب ہو گئی تھی جتنی اسمین آب و ہوا بدلنے کی نیت سے اپنا وطن چھوڑ کر یہان آ گئے ہین۔ یہان آکر شام اٹھے دن سے

ہاتھ سے زخمی ہو گئے ہو۔ مین نے کہا لاؤ تمھاری خبر لے لون ایشور نے بڑی خیر کی تمھین
زندہ دیکھ رہا ہون کمبخت ڈاکو بڑے قسی القلب ہوتے ہین۔ بیٹا! اب کبھی انکا تعاقب
نہ کرنا۔ جبتک خوب بندوبست نہ کر لیا کرو۔

ہلاس۔ یہ آپکی بزرگانہ نوازش ہی کہ مجھ بھولے ہوے کی یاد آگئی۔

اتنے مین کل افسر جو استفسار حال کی غرض سے آئے تھے سلام کر کے کھسک گئے
کمرے مین سناٹا ہو گیا۔ صرف لالہ شمبھو ناتھ اور میجر صاحب باقی رہ گئے تھے۔

لالہ شمبھو ناتھ نے میجر ہلاس سے فرمایا۔

"تمکو تو شاید نہین معلوم ہوگا۔ ایشور کی کرپا سے میرے کاروبار بدستور چل نکلے ہین
کل قرضہ چکا دیا گیا ہی"

میجر ہلاس سنگھ:۔ (تعجب سے) کیا سچ مچ۔ آپ تو کام سے الگ ہو گئے تھے۔ مجھے تو
سخت افسوس تھا۔ یہ تو بڑی خوشی کی بات ہی

لالہ شمبھو ناتھ۔ ہان۔ پیشتر قرضخواہون نے کچھ ایسا ہی ستایا تھا اپنے کل کارخانے
بند کر دینا پڑے تھے۔ مگر اب دو تین برس ہوئے میرے بھی دو تین قرضدار تھے اُنسے
مجھے بھی روپیہ لینا تھا۔ وہ بیچارے میرے کفیل ہو گئے میرا کل روپیہ چکا دیا۔ پھر
کیا تھا میرے ہاتھ کھل گئے۔ کافی روپیہ ہو گیا اور مین نے ازسر نو روزگار شروع
کر دیا سال ہی بھر کے اندر مجھے ایسا منافع ہوا کہ کل مہاجنون کا روپیہ دیدیا
اور اپنی تلف شدہ جتنی جائداد تھی پھر خرید لی۔ اور وہ مکان باغیچہ بھی جسمین ہم لوگ
رہا کرتے تھے اپنے قبضے مین ہو گیا۔

میجر ہلاس سنگھ بہت خوشی سے لالہ شمبھو ناتھ کی باتین سُن رہے تھے۔ اُٹھکر بیٹھ گئے
اور لالہ صاحب کا ہاتھ ہاتھ مین لیکر بولے۔

ہلاس۔ مین نہین کہہ سکتا کہ آپکی ان باتون سے کسقدر مجھے مسرت ہوئی ہے
ایشور نے بڑی کرپا کی۔ اسکے آگے کوئی بڑی بات بھی نہین۔ وہ جسکو چاہے گھڑی
بھر مین امیر سے فقیر کر دے جسکو چاہے فقیر سے امیر بنا دے۔

لالہ شمبھوناتھ۔ بیشک ایسا ہی ہو ایشور کی رحمت سے میری بگڑی ہوئی حالت سنبھلگئی

میجر بلاس سنگھ۔ خیر اب آپ یہ فرمائیے۔ کیا تبدیل آب وہوا ہی کی نیت سے

اس طرف تشریف لائے ہین یا اور بھی کوئی وجہ ہی۔

لالہ شمبھوناتھ۔ روپ کماری کی جو حالت ہوگئی ہی اوسے تمنے دیکھا ہی ہو اُسکی تندرستی

کے لئے مجھے کہین نہ کہین باہر جانا ضرور ہی تھا۔ دوم مجھے پنجاب مین کچھ کام بھی تھا

اس سے مین اوسے لئے ہوئے ادھر ہی چلا آیا۔ یہان آکر سُنا کہ تم کو یہان کے رسالے

کی میجری ملگئی ہے۔ سنکر بڑی خوشی ہوئی۔ مین نے سوچا آئے ہین تو تم سے بھی

مل لین۔

بلاس سنگھ۔ حضور نے بڑی نوازش کی۔

لالہ شمبھوناتھ۔ یہان کی آب وہوا ایشور کرے روپ کماری کے راس آجائے۔ مجھے

امید ہے وہ یہان آنے سے اچھی ہو جاوے گی (کچھ رُک کر پھر آہستہ سے) ان کی سالون

کے بعد معلوم ہوتا ہے اُسے گوپی موہن کی یاد جاتی رہی۔

یکایک روپ کماری کمرے مین آتی ہوئی دکھائی دی۔ لالہ شمبھوناتھ نے بات کا پہلو

بدلنا چاہا۔ مگر آخری فقرے کے کئی ایک لفظ روپ کماری کے کان مین پڑ گئے۔ میجر بلاس سنگھ

بھی بات کا مطلب سمجھ گیا۔

روپ کماری کے آجانے سے دونون چپ ہو رہے۔

میجر بلاس سنگھ گولی سے زخمی ہو گیا تھا۔ مگر ایسا زخم نہ تھا جو جان جوکھم سمجھا جاتا علاج

کرنے سے زخم مندمل ہو چلا تھا۔ رفتہ رفتہ ایک ہی ہفتہ کے اندر سارا زخم بھر آیا۔ اور

وہ اُٹھنے بیٹھنے کے لائق ہوگیا۔ اب پھر اُسے روپ کماری کی زلف کا سودا ستانے لگا

وہ اسوقت بالکل چپ ہی۔ لیکن زبان کی طرح اُسکا بے چین دل اب بھی اپنے

شغل سے غافل نہین۔ آہستہ آہستہ دل مین باتین ہونے لگی مگر منھ سے ایک حرف

نہین نکلتا۔ کبھی اپنے مقدر کی دیکھ بھال کرتا۔ کبھی کہتا کیا اس زندگی کی بہار دیکھنے کے

لئے قضا و قدر نے میری دلستان روپ کماری کو میرے پاس لا ڈالا ہے۔ پھر تو

ایسے نصیب نہین کہ یہ گل رخسار پر پیزاد میری ہوکے رہے - کیا اُسنے گوپی موہن کی الفت
دل سے محو کردی - کیا میرے رقیب سے اب یہ نہ ملے گی - ہاے اس بت طناز
روپ کماری نے میرے دل پر چھاپا مارا - افسوس کمبخت کی صورت بھی کیسی پیاری
ہے - خدا جانے مجھپر کیسا جادو کردیا ہے توبہ! ایشور مین کیا کہہ رہا ہون - پھر وہی
باتین - گھر چھوٹا - یار چھوٹا - کیا ابھی مصیبت سے جی نہین بھرا - مگر یہان روپ کماری
کے دیدار ہوگئے یہ کیا کم غنیمت ہے - تیری دلبستگی اسی گلعذار سے ہے - ہلاس تو
قسمت کا دھنی ہے - لالہ شمبھو ناتھ خود چاہتے ہین کہ اس دوشیزہ کا عقد مجھسے کردین
مگر ہلاس! خبردار تم زبان سے نہ نکالنا - اپنی رغبت ظاہر نہ کرنا - ایشور چاہیگا تو تیرا
مقصد خود بخود پورا ہوگا -

میجر ہلاس سنگھ کو ہر وقت روپ کماری کا خیال رہا کرتا ہے - وہ چاہتا ہے تخلیہ مین
اُس سے ہمکلام ہونے کی نوبت آئے -

ایک روز شام کے وقت کیمپ کی پشت پر دو کرسیون پر میجر ہلاس سنگھ اور نہ کی الیاں دلان
روپ کماری بیٹھی ہوئی ہوا کھا رہی تھین - یہ جگہ وہی ہے جہان قبل اسکے ایک انجینیر
صاحب نے پالکی اور سوارون کو دیکھکر اپنے دشمنون کے ہاتھ مین پھنسایا تھا -
اتفاق سے اس مقام پر کوئی آدمی نہ تھا - جو انکی بات سُن سکتا - یہ تو ہم نہین کہہ سکتے
کہ ابھی تک اُن دونون مین نفس مطلب پر کوئی کلام ہوے اپنے دلی راز عیان کیے مگر
کہہ سکتے ہین کہ روپ کماری کا گورا رنگ - بے نظیر نورانیت سے جگمگا رہا ہے اسکے
مشکبو گیسوؤنکی مہک سے دماغ تازہ ہوا جاتا ہے میجر ہلاس سنگھ آئینہ حیرت بن رہا تھا بار
بار اسکی نگاہ رخسار جانان پر ٹھوکر کھاتی تھی - روپ کماری نے پوچھا -

"ہلاس سنگھ! تم آج بہت خوش معلوم ہوتے ہو"

میجر ہلاس سنگھ بیٹھا ہوا اپنی دلستان کے پر ضیا چہرے کی بلائین لے رہا تھا - اُس کی شیرین
اداؤن کے سرچشمہ کا پیاسا ہو رہا تھا - جب دلستان کے معجز نما لبون سے شہد و
نبات سے گھلی ہوئی بات نکلی وہ اپنی قسمت پر اکڑنے لگا - جواب دیا -

نے بھلا! آج بھی میری خوشی کی بات پوچھتی ہو۔ آج میری روح فکر و تردد کے جال سے نکلکر پھولی نہین سماتی ہی تم پوچھوگی کیون۔ مین اسکا سبب سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتا ہون کہ اس مسرت کا باعث میری پیاری دلستان میرے سامنے بیٹھی ہوئی ہی آج مجھ سا خوش نصیب کون ہی اس کے علاوہ ایک اور سبب بھی ہی جس سے میرے دل کی کلی کلی کھلی جاتی ہی۔

رُوپ کماری۔ وہ کون سبب ہی۔

ہلاس۔ آج مین نے اُس مشہور ڈاکو گوپی کو گرفتار کر لیا ہی اور وہ ہمارے بڑا ڈپر قید بھی ہوچکا ہی۔ کچھ عرصے کے بعد مین اس سے ملنے جاؤنگا۔

روپ کماری۔ (متحیر ہوکر) کیا کہا کیا گوپی گرفتار۔

ہلاس۔ (بات کاٹکر) ہان۔ ادھر کئی دن سے اُسکے گرفتاری کی فکر کر رہا تھا مگر وہ کسی طرح ہاتھ ہی نہین آتا تھا۔ آج خدا کے فضل سے وہ میرے پھندے مین پھنس گیا اور میرے سپاہیون نے اُسے گرفتار کر لیا۔

روپ کماری۔ مجھے اسکا حال کیا معلوم۔ کبھی تم نے اس واقعہ کا کچھ ذکر ہی نہین کیا یہ بھی نہین جانتی وہ کب سے کسوقت اور کہان تمھارے قید خانے مین پہونچا دیا گیا۔

ہلاس۔ سچ کہتی ہو! بیشک مین نے تم سے ذکر نہین کیا۔ اول تو مجھے امید ہی نہ تھی کہ اس بلاے بے درمان پر میرا قابو چل جائیگا۔ دوم ایک ڈاکو کا ذکر کرنا تم سی نازک بدن ماہرو کے قلب کو خوف دلانا تھا۔ تم ڈاکو کے نام سے تھرا اُٹھتین اس خیال سے مین نے نہین کہا خیر اب مین اُس سے ملنے جاتا ہون۔ دیکھون اسکی شکل و صورت کیسی ہی؟ ابھی تک مین نے اُسے دیکھا بھی نہین۔ اُس سے ملکر ابھی آتا ہون۔ تب کل حال کہونگا۔

یہ کہہ کے میجر ہلاس سنگھ اُٹھ کھڑا ہوا اور قید خانے کی طرف لمبی تان دی۔ یہان پر ایک پہاڑی قلعہ بنا ہوا تھا جسکی مضبوط دیوار کے ساتھ ایک سنگین کوٹھری تھی۔ اُسی کوٹھری مین گوپی ڈاکو قید تھا۔ کوٹھری کا مضبوط دروازہ بند تھا۔ اور چار مسلح سپاہی روند پھر رہے تھے۔ میجر ہلاس نے دروازہ کھولنے کا حکم دیا۔

دروازہ کھولدیا گیا۔ ایک کونے مین بوسیدہ چٹائی پر ایک شخص بیٹھا ہوا اپنی قسمت پہ رورہا ہی۔ ہم قیاساً کہہ سکتے ہین۔ گوپی ڈاکو یہی ہی اسوقت یہ نا اُمیدیون مین گھر گیا ہی اُسے زندگی محال ہو رہی ہی۔

چونکہ ڈاکو کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھا وہ بالکل نہتھا بیٹھا ہوا تھا اسلیئے میجر بلاس سنگہ کو اُسکے پاس جانے مین ذرا بھی پس و پیش نہوا میجر صاحب کی خاص نیت تھی کہ اس ڈاکو کا پتہ نشان پوچھین۔ کیون اسنے قزاقی پر کمر باندھ رکھی ہی۔

قیدی اپنی قسمت پر نفرین کر رہا تھا۔ ہائے مجھپر کوئی ترس کھانے والا نہین۔ کِسے پڑی ہی جو مجھے چھڑانے آئے بس معلوم ہوگیا اسی جیل سے میری میت نکلے گی۔ ارے یہان تو عمر بھر کی موت ہی۔ کبتک روؤگے۔ ایک دن ہو دو ہو۔ یہ قید نہین ہی قبر ہی خیر۔ جو کچھ ہو اب مجھے اس بارے مین زیادہ مضطرب نہونا چاہیئے۔

قیدی اپنے خیال مین ڈوبا ہوا تھا۔ یکایک دروازے کے زور سے کھڑکھڑانے نے اسکے سلسلۂ خیالات کو قطع کر دیا۔ اور وہ حیرانی سے چارون طرف دیکھنے لگا۔

ادھر میجر صاحب بھی پاس پہونچ گئے۔ قیدی کی صورت دیکھکر چونک پڑے تعجب کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ ٹکٹکی باندھکر قیدی کی صورت شکل ملاحظہ کرنے لگے۔

میجر صاحب نے دیکھا۔ گوپی ڈاکو کوئی اور نہین ہی انکا جانا ہوا شخص بلکہ بچپن کا دوست یا حال کی نظر مین رقیب گوپی موہن روپ کماری کا دلدادہ ہی۔

باب پانچوان ۵

رہتی نہین کسی کی ہمیشہ برہنگی
پائی زمین نے چادر نور آفتاب سے

میجر بلاس سنگہ متحیر دششدر کھڑا ہوا قیدی کا مُنھ دیکھ رہا تھا۔ دلمین کئی طرح کے مختلف خیال آرہے تھے۔ دماغ مین قیامت بپا ہو رہی تھی۔ وہ نہایت ہی گھبراہٹ سے نظر ڈال رہا تھا [illegible] متعجب ہوتا تھا۔ آخر کار بکلفت بول اُٹھا

گوپی موہن تم کہان - کیا تم ڈاکو ہو -؟

قیدی پہلے پیچھے ہٹ گیا - اوسنے اوسے بالکل نہین پہچانا - کہ وہ آنے والا کون ہی -

اسنے گڑگڑا کر جواب دیا -

"مجھے حیرانی ہی تم کون ہو - کیا مجھ بدنصیب کے حق مین مہربانی کرنے آئے ہو - مجھے تمہاری آواز سے کچھ حیرت ہوتی ہی - مین کہہ سکتا ہون تم ہلاس سنگھ ہو اگر یہ خیال سچ ہو تو اپنی قسمت پر ناز کر رہا ہون کہ مجھ گرفتار بلا کو مرتے وقت اپنے بچپن کے حبیب کی زیارت ہو گئی

دروازے پہ کھڑے سنتری اندر کی باتین سن رہی تھے انھین زیادہ تر تعجب اس بات کا تھا کہ ہمارے میجر صاحب قیدی سے آشنا معلوم ہوتے ہین - وہ چاہتے تھے کہ اندر گھس کر دونون کے حالات کی تفتیش حاصل کرین لیکن میجر کے حکم سے جتنے سنتری تھے وہ دور ہٹا دئے گئے -

ہلاس گوپی موہن کے پاس بیٹھ گیا - پچھلے خیالات پلٹ گئے -

کچھ دیر سکوت چھایا رہا - پھر ہلاس نے پوچھا

کہو! دوست تمہاری یہ حالت کیونکر ہوئی -

گوپی موہن نے کچھ دیر تک کوئی جواب نہ دیا - معلوم ہوتا تھا کہ اسکا دل کسی پیچ و تاب مین الجھ گیا ہی جسکی گتھیان وہ سلجھانا چاہتا ہے - آخر کچھ دیر بعد اوسنے ایک لمبی سانس لے کر ہلاس سنگھ کی بات کا جواب دیا -

گوپی موہن - آخر مین کیا کرتا - میرا بخت برگشتہ ہو گیا تھا - لوگون نے دانستہ مجھ غریب پر خون کا الزام لگایا اور پھانسی پانے کی نوبت آگئی - اسوقت مین کیا کرتا سواے بھاگ نکلنے کے منہ دیکھا - جان بچانا محال تھا - وطن چھوڑ کر جنگل جنگل کی ٹھوکرین کھاتا ادھر آنکلا مین نے خیال کیا کہ پولیس سے بچنا محال ہی ایک نہ ایک دن ضرور دھر لیا جاؤنگا - اس لیے مجھے چور ڈاکوؤن سے میل جول کرنا پڑا - انکی صحبت مین رہکر کچھ دن خوب آزادی سے بسر کی نحوست کا ستارہ پھر طلوع ہوا - انجام کار دھر لیا گیا -

ہلاس - خون کا الزام کیا معنے - کیا تم نے کسی کو ہلاک کیا تھا تم نے تو کسی تاجر کی ملازمت کر لی تھی -

گوپی موہن - ہاں میں نے ملازمت کرلی تھی۔ مگر جب گردش آتی ہو تو کہہ کے نہیں آتی اتفاق سے کسی بدمعاش نے ہمارے سوداگر کی سوتے میں گردن حلال کردی سب کاری باز پرس ہوئی میرے دشمنوں نے خون کا الزام میرے سر تھوپ دیا۔

ہالاس - تمھارے دشمن کون -

گوپی موہن - وہی سوداگر کے دوسرے نوکر چونکہ ہمارا آقا مجھے اپنا خیرخواہ سمجھتا تھا اسکی آمدنی ہم پر بہت رہا کرتے تھے اس لئے دوسرے ملازم مجھ سے خار کھاتے تھے اسکا عوض مجھ سے یہ لیا گیا میں بیچارہ بلاقصور پھانس لیا گیا۔ مجھے خون بناڈالا اپنے بچت کا کوئی ثبوت میرے پاس نہ تھا یہانتک جب مقدمہ عدالت میں گیا حاکم کے روبرو شاہد عینی پیش کردیئے گئے۔ اور ایسے جھوٹے ثبوت دیئے کہ عدالت کو یقین ہوگیا بلاشک قاتل یہی ہے۔ آخر کار پھانسی پانے کا حکم دیا گیا۔ چونکہ تین مہینے کی میعاد اپیل کی ہوتی ہے اسلیئے میں پھر حوالات میں بند کردیا گیا۔ ایک دن قضائے حاجت کے بہانے سے دریا کے کنارے بیٹھا ہوا اپنے بھاگ نکلنے کی تدبیر سوچ رہا تھا۔ یہی دھن دل میں آیا دریا میں کود پڑو اگر بچ گئے تو جان سلامت لے جاؤ گے ورنہ پھانسی پر چڑھنے سے دریا میں ڈوب مرنا اچھا ہے اس خیال سے میں اچک کر دریا میں ہو رہا لیتا لیتا سا غل ہوا قیدی بھاگ گیا۔ چونکہ میں پیراک تھا تیرنے کی پوری مہارت تھی اور دو دو روز تک پانی کے اندر رہ سکتا تھا اسلئے مجھے کوئی نہ پاسکا۔ کیا تمھیں یہ خبر معلوم نہیں ہے

میجر ہالاس سنگھ کچھ سوچکر بولے۔

"ہاں میری نظر سے یہ حال اخبار میں گذر چکا ہے۔ خیر جب تم قیدخانے سے بھاگ نکلے تو ڈاکو کیوں ہوگئے۔ کسی دوسرے شہر میں پہونچکر اپنی صورت شکل بدل لیتے نوکری چاکری سے بسر اوقات کرتے۔ ڈاکو بننے سے کیا نتیجہ نکلا۔ پھر زحمت میں پھنس گئے۔

گوپی موہن نے پھر لمبی سانس لی اور کہا۔

"بھائی صاحب! سچ تو یہ ہے کہ دنیا میں بھلوں کی قدر نہیں رہی بروں کا ساتھ دینے کو سب موجود ہوجاتے ہیں۔ بھلوں کے پاس کوئی پھٹکتا بھی نہیں۔ جب میں نے دیکھا بھلے بننے سے

کام نہ چلے گا۔ تو جو رلیٹیرون کی صحبت اختیار کی۔ جیل سے نکلکر بہت دنون تک ادھر ادھر مارا مارا پھرا کیا۔ اور مختلف طور سے اپنے کو بے قصور ثابت کرنے کی بھی فکر کرتا رہا۔ مگر کوئی ساتھ دینیوالا سوجھائی نہ دیا۔ ناچار مین نے چند بدمعاشون سے دوستی پیدا کی کیونکہ پولیس بے طرح میرے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔

رفتہ رفتہ بدمعاشون کی صحبت مین ڈاکہ ڈالنے کی نوبت آگئی۔ قریب دو چار یہان پانچ سات ڈاکے ڈالنے سے میرا نام مشہور ہو گیا۔ اب کیا تھا دیس بھر کے بدمعاش چھٹے گرگے روز آنے لگے جو مال غنیمت ہاتھ آتا انکا بھی حصّہ لگا دیا جاتا۔ وہ مجھ سے خوش ہو گئے میری جماعت بڑھ گئی سیکڑون بدمعاشون کا غول میرے ساتھ رہنے لگا میرے نام سے پولیس پر بھی جوڑی چڑھتی کیا ممکن میری طرف ترچھی نگاہ سے دیکھہ سکے وہ جو اسکے انکو بھی حصّہ نذرہ لچایا کرتا تھا۔ پولیس نے کبھی میری تاک نہ کی۔ ڈاکو ہو جانے پر مجھے صرف یہی نفع پہونچا یعنی میرے بہت سے ساتھی ہو گئے ایک فائدہ اور بھی ہوا۔

یہ کہکر گوپی موہن نے اپنی زبان روک لی۔

گوپی موہن۔ کیون بھائی چپ کیون ہو رہے؟ دوسرا فائدہ کیا ہوا۔ بتاتے کیون نہین

گوپی موہن۔ مجھے زیادہ تر خوشی اس بات کی ہو گئی تھی کہ اب اپنے دشمنون سے قصاص لے لونگا۔ مین نے چن چن کر ان سبھون کا پتہ لگایا اور انھین جہانتک ہو سکا تکلیفین پہونچاین انکا مال و اسباب لوٹ لیا انھین زخمی کیا مگر جان سے ہلاک نہین کیا۔

میجر طلاس سنگھ۔ اچھا اسدن تم نے مجھپر حملہ کیون کیا۔ مین نے تو تھین سمجھایا تھا۔ ڈاکہ زنی چھوڑ دو۔ اچھی بات یہی ہے مگر تم نے کچھہ بھی خیال نہ کیا۔ خیر یہ بتاؤ رفنس دکھلا کر مین دہوکے مین کیون ڈالا گیا۔

گوپی موہن۔ وہ میرے آدمیون کی غلطی تھی۔ مین نے انھین کسی دوسری ہی جگہ اُس کارروائی کی اجازت دے رکھی تھی میرا ارادہ تھا اس دوسری جگہ کے افسر کو دھوکا دیکر قلعے کے باہر بلالون۔ جب افسر باہر آئیگا اُسے گرفتار کرا لونگا۔ اور قلعہ مین گھس پڑونگا۔ جو کچھہ ہاتھ لگا ... [illegible] ... نہین سمجھا

فضول اسقدر کشت و خون کی نوبت آئی۔ اسکے علاوہ مجھے ہرگز باور نہ تھا اس قلعے مین تم افسر ہو۔ ورنہ کبھی اسطرف کا قصد نہ کرتا۔ بس اب کوچھ پوچھنا نہین ہی۔

میجر ہلاس سنگھ کسی گہری فکر مین ڈوبے ہوئے تھے۔ گوپی موہن کے ٹوکنے پر جواب دیا۔ صرف ایک بات کی فکر مجھے اور لاحق ہو گئی۔ کیا تم میری فکر دفع کر سکوگے۔

گوپی موہن۔ ہان پوچھو۔ معلوم ہو گا۔ تو کبھی انکار نہ کرونگا۔

ہلاس " ہان یہ تو مجھے امید ہی۔ مگر ابھی نہین۔ پھر کسی موقع پر پوچھونگا۔ اب مین جاتا ہون "

یہ کہہ کے میجر ہلاس سنگھ صاحب قیدخانے سے نکلکر سیدھے اپنے بنگلے پر آئے۔ پلنگ پر لیٹے لیٹے گذشتہ واقعات پر نظر ڈالنے لگے۔ افسوس۔ خوف اور داہمے نے چارون طرف سے گھیر لیا۔ کبھی سوچتے ہین اس حسرت نصیب گوپی موہن کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ وہ میرا بچپن کا پونٹا دوست اور ساتھ کا کھیلا ہوا ہی۔ کیا اُسکے ساتھ جبر کیا جائے کیا اُسے سزا دیدی جائے۔ کیا وہ چھوڑ دیا جائے۔ کیا ایسے ڈاکو کا چھوڑ دینا۔ گورنمنٹ کے ساتھ دغا کرنا نہین ہے۔ ایسے ہی ڈاکوون کے گرفتار کر لینے مین اپنا نام ہوتا ہے۔ سرکار مین عزت ہوتی ہی۔ جاہ و منصب مین ترقی اور انعام پانے کے مستحق سمجھے جاتے ہین۔ کبھی خیال ہوتا ہی یہ اپنا دوست ہی اسنے آجتک ہماری بُرائی نہین کی۔ یہ ہمارا یار غار ہے۔ یہ ضرور چھوڑ دینے کے قابل ہی۔ بالفرض اگر چھوڑ دیا۔ تو کیا ہوگا۔ اگر کسی طرح ہمارے افسرون پر یہ راز افشا ہو گیا کہ فلان ڈاکو گرفتار کر کے چھوڑ دیا تو آئی گئی اپنے ماتھے جائے گی مفت مین اپنی جان زحمت مین پھنسے گی۔ بھئی ایسا غضب بھی نہ کر بیٹھنا۔ بڑی نمکحرامی کی بات ہی۔

صرف یہی ایک امر ایسا نہ تھا جو ہلاس کے دل مین بیٹھا ہوا طرح طرح کے اندیشے پیدا کر رہا تھا بلکہ اُسے ایک اور بھی خیال ستا رہا تھا جسپر اسکے تمام ارمان اور حوصلے کر دئے گئے تھے۔ وہ خیال کیا تھا اُسکی دلستان معشوقہ تارا کا دھیان تھا ہلاس کے

دل مین اس بات کی کھٹک تھی کہ روپ کماری گوپی موہن کو کبھی نہ بھولی ہوگی - وہ اُسپر مدت سے پسی ہوئی ہے - کاش مین گوپی موہن کو چھوڑ دون اور اُسے یہ پتہ لگ جائے کہ روپ کماری اسی جگہ اور اسی احاطے مین موجود ہی تو کیا گوپی موہن بغیر اُس سے ملے چلا جائیگا - اگر وہ کہین روپ کماری سے ملگیا یا روپ کماری ہی نے اُسے دیکھ لیا دونون کی آنکھین چار ہوگئین تو میری اُمید کا خاتمہ ہی ہے وہ مجھے کبھی مُنھ نہ لگائیگی کبھی میرے ساتھہ شادی نہ کرے گی - اور مجھے کڑھ کڑھ کر مرنا ہوگا - روپ کماری میری مٹھیا کرے گی - اور اگر ایسا ہوا تو کیا ہوگا گوپی موہن کا چھوڑ دینا مناسب ہوگا یہ تو ٹھیک نہین - مان لو - اُسے مین نہ چھوڑ دون لیکن جسوقت مقدمہ عدالت مین گیا اور اُسنے اپنی بے قصوری ثابت کر دی تو لامحالہ وہ چھوٹ جائیگا کیونکہ درحقیقت وہ بالکل بے گناہ ہے اُسنے کوئی جرم نہین کیا - اس لیے اُسے قید ہی مین پڑا رہنے دیا جائے - مگر روپ کماری کو خبر لگ چکی ہے - مین ہی اُس سے کہہ چکا ہون کہ گوپی ڈاکو گرفتار کیا گیا ہے - وہ سنکے کیسی چونکی تھی - ضرور روپ کماری اُسکی ہو جائے گی - ایک کیا میری طرح ہزار بھی اُسے سمجھائین اُسکا دل گوپی موہن کی طرف سے نہین ہٹے گا - وہ ایک ہٹ کی پکی ہے - گوپی موہن کی طرف سے کبھی بدظن نہ ہوگی - جیتے جی اُسی کا دم بھرا کرے گی - وہ کسی نہ کسی طرح قیدخانے مین جا کر پتہ لگائے گی اور اُس سے ملے گی - پھر اُسکے چھوڑانے کی فکر کرے گی اسلیئے اُسے چھوڑ ہی دینا بہتر معلوم ہوتا ہے -

ایک بات اور بھی ہے چاہے کتنا ہی اُس بہ نوش لیڈی سے اظہار محبت کرون اپنا کلیجہ بھی چیر کر دکھا دون اور ثابت کر دون کہ روپ کماری کے بغیر میری زندگی حرام ہوئی ہے اُسکے لیے میرا دل کچھ کتا ہے مگر وہ ظالم کبھی نہ مانے گی گوپی موہن کے ہوتے میری طرف کبھی متوجہ نہ ہوگی

میجر ہلاس سنگھ پیچ و تاب کی حالت مین پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کبھی اپنی تقدیر کا رونا روتا، کبھی روپ کماری کے جمال جہانتاب سے طبیعت بے قابو ہوئی جاتی ہے - کبھی گوپی موہن کے رقابت کی آگ اسکا جسم پھونکنے لگتی ہو -

روپ کماری اُسے نہین چاہتی ہی تو ہرج کیا ہی۔ نقصان ہی کیا ہے۔؟ وہ اُسپر جان و دل تصدق کئے دیتا ہے۔ اُسے چاہتا ہے، وہ چاہے اُس کو محبت کی نگاہ سے دیکھے یا نہ دیکھے۔ اس سے کیا۔ اور پھر ہندو دھرم شاستر کے اصول بھی جداگانہ ہین اونمین یہ تو ہدایت دی نہین گئی کہ میان بی بی ہین باہم ناچاقی ہو ایک دوسرے کو نہ چاہین یا پیار نہ کرین بہرحال دونون خلوص محبت سے ایک دوسرے کو دیکھین اور پیار کرین چاہنا نہ چاہنا اُسکی تو بات ہی جدا ہے۔ پھر اگر میجر ہلاس سنگہ کی شادی روپ کماری کے ساتھ ہو جائے تو ہرج ہی کیا ہی نہین گوپی موہن روپ کماری پہ فدا ہی تو روپ کماری بھی گوپی موہن پہ شیدا۔ اس سے یہی شادی غنیمت ہی۔

دونون آدمی ایک دوسرے کے دلدادہ ہین۔

یہ سب تو ہی مگر کیا روپ کماری ہلاس سنگہ سے شادی کرنے پر خوش ہوگی۔ کیا اُسے کچھ سُکھ ملیگا۔

بالفرض آج اوسنے اپنے پتا لالہ شمبھوناتھ کی اگیا رحکم مان لی اور میرے ساتھ شادی قبول کر لی۔ مگر کیا اُسکا دل اس شادی پر رضامند ہوگا کیا اُسے اس پیوندگی سے دلی مسرت ہوگی۔ کبھی نہین۔ یہ خیال تو میجر ہلاس سنگہ کے دل مین بیٹھا ہوا ہے کہ نارضامندی کی شادی سے کبھی سرسبزی نہین ہو سکتی۔ مگر عشق کی چوٹ مجبور کر رہی ہے۔ ہلاس سنگہ کو اپنے عیش و جنبش سے کام ہی۔ اپنے مطلب سے مطلب ہے دوسرے کی بھلائی یا محبت سے اوسے کیا غرض۔

انھین فکر و افکار و ترددات کی انجمن مین میجر ہلاس سنگہ کی نیند اچٹ گئی۔ تمام رات اور دوسرا دن بے چینی کی حالت مین بسر ہوا۔

دوسرے روز شام کے وقت میجر ہلاس سنگہ پھر اُس کوٹھری کے پاس پہونچے جہان اُنکا رقیب گوپی موہن قید تھا۔

ایکبار پھر دروازہ کھولا گیا اور سنتریون کو دور ہٹ جانیکا حکم ہوا۔

ہلاس سنگہ نے کوٹھری مین قدم رکھا۔ گوپی موہن اُسیطرح چوکی پر بیٹھا ہوا تھا

بیٹھا ہوا تھا

کچھ سوچ رہا تھا۔

"میجر ہلاس سنگھ نے پوچھا"

"گوپی موہن! کیا کر رہے ہو"

گوپی موہن۔ عذاب موت برداشت کر رہا ہوں۔ ؎

عزیز دوست شریک الم کو بھول گئے

ہے یہ رنج کہ اب آپ ہمکو بھول گئے

میجر ہلاس۔ کیوں ہکی باتیں کرتے ہو۔ میں وہی آپکا دوست ہوں۔

گوپی موہن۔ آہا! اے یار غمگسار میں یقین کرتا ہوں کہ آپ میرے لیٹنے کا باعث سمجھ گئے ہونگے۔

میجر ہلاس سنگھ۔ فرمائیے۔ آپ کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔

گوپی موہن۔ مہربان! ایک شان کیا پوچھتے ہو۔ قول لے لو قسم لے لو اب کبھی قزاقی کا پیشہ نہ کرونگا۔

میجر ہلاس سنگھ۔ یہ تو میں جانتا ہوں تم قول کے دھنی ہو۔ جو کہو گے کرو گے مگر تمہارے ساتھی یار غمگسار کہاں گئے جو تمہارے پورے مددگار تھے۔

گوپی موہن۔ بھائی صاحب! وہ تھالی کی مکھیاں تھیں اڑ گئیں۔ خالی ہڈی کو کتا بھی نہیں پوچھتا"

چونکہ بندہ مدت سے اس بات پر غور کر رہا تھا بلکہ اکثر تذکرہ کیا کرتا تھا کہ رہزنی کا پیشہ بہت خطرناک ہے۔ دنیا میں بھی منہ کالا اور عقبےٰ میں بھی روسیاہ ہوجاتا ہے میرے اکثر دوستوں نے پہلے ہی سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ میں نے بھی انکی تلاش نہ کی۔ مجھے واسطہ رکھنا منظور ہی نہ تھا۔ مجھے لاپروا دیکھ کر اپنے سب چلتا دھندا کر گئے۔ میرے ساتھ ایک شخص بھی باقی نہیں رہا تھا ادھر ادھر مارا مارا پھرتا رہا۔ ابھی آپکی چال چالاکی اور آپکے سپاہیوں نے مجھے گرفتار کر لیا۔ ورنہ آپکے سپاہیوں میں اتنا دم و خم نہ تھا کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکتے۔ گرفتار کرنا تو دور رہا۔ میں جانتا ہوں کہ [illegible]

مین نے وہ خون نہین کیا تھا۔ میرا دامن معصیت سے پاک ہے۔

میجر ہلاس سنگھ بحر خوض مین ڈبکیان لینے لگا۔

اگر گوپی موہن کو چھوڑتا ہون تو میری اُمیدون پر پانی پڑ جاتا ہے دلبر روپ کماری سے ہاتھ دھونا پڑیگا۔ اور اگر نہین چھوڑتا ہون تو اُس دوست گوپی موہن کا خون اپنی گردن پر ہوگا یہ اس قید خانے مین تڑپ کر مر جائیگا اور اسکے ساتھ ہی عجب نہین روپ کماری بھی اسکے غم مین جان دیدے۔

ناظرین! میجر ہلاس سنگھ کو کیسی سخت مشکل درپیش ہوگئی ہے۔ گوپی موہن سانپ کے مُنھ کی چھچھوندر ہے نہ چھوڑتے بنتا ہے نہ قید رکھتے۔

آخر لمبی سانس کھینچکر میجر ہلاس سنگھ نے گوپی موہن کی بات کا جواب دیا۔

"ہان بھائی! مین جانتا ہون تم بیقصور ہو۔ مجھپر کیا منحصر تمام زمانہ تمھاری نیک چلنی کا قائل ہے۔ بیشک تم نے اُس سوداگر کا خون نہین کیا۔ شدنی تھی پیش آگئی۔

گوپی موہن نے چونک کر پوچھا۔

"بھائی صاحب یہ آپنے کیا فرمایا۔ یہ آپنے کیونکر جانا بندہ بیقصور ہے"

دونون کچھ دیر تک چُپ رہے۔ دونون کی دلی کیفیت کا پتہ لگانا بہت مشکل امر تھا اسلیے ہم نہین کہ سکتے کہ اُنکے دلون مین کن خیالات کا مد و جزر لگا رہی تھا۔ وہ کس فکر مین ڈوبے ہوئے تھے

کوئی ۵ منٹ کامل سکوت چھایا رہا آخر گوپی موہن نے پھر پوچھا۔

گوپی موہن۔ تو آپنے یہ بات مجھسے کیون چھپا رکھی۔ کیون نہ کہدیا کہ مین بیقصور ہون۔

میجر ہلاس سنگھ نے آہ سرد بھر کر گوپی موہن کی بات کا جواب دیا۔

ہلاس۔ اسکی ضرورت کیا ہے۔ ہ مین دیکھتا ہون تمھارا پھول سا چہرہ کمھلا گیا ہے۔ مصیبتین جھیلتے جھیلتے مصیبت اُٹھاتے اُٹھاتے تمھاری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اب کسی بات کا غم مت کرو۔ دوست مین تمکو ایک خوشخبری سُناتا ہون۔ آجکل روپ کماری جموں مین ہے۔ لالہ چھجو ناظر بھی آئے ہوئے ہین۔

گوپی موہن یکدم چیخ اُٹھا۔ قلب اُچھلنے اور سینہ دھڑکنے لگا۔ بمشکل اسنے تئیں سنبھالا۔

گوپی موہن۔ روپ کماری!۔ ہائین کیا روپ کماری یہان آگئی ہین۔ اُف اُ اب سمجھ گیا۔ بھائی میرے مجھسے یہ حال کیون کہہ دیا۔ کیا تم اُس سے کچھ لگاوٹ رکھ دونون کچھ دیر کے لئے پھر خاموش ہوگئے۔ آخر میجر ہلاس سنگھ نے گوپی موہن کی با کا جواب دیا۔

کیون گوپی! کیا تم بھی اُسکی بانکی چتون کے گھائل ہو کیا تم اسے پیار کرتے ہو گوپی موہن اُٹھ کھڑا ہوا اور کانپتے ہوئے ہاتھ سے اپنا کپڑا سنبھالتے ہوئے بولا "وحیف! صد حیف!! اسقدر مشکلات جھیلنا پڑین جنگل بیابان کی ٹھوکرین کھائین قید کی مصیبتین اُٹھائین مگر اس دلربا کا خیال ابھی دل سے نہ گیا۔ ہائے کیسا اضطراب ہے کیا پیچ و تاب ہے۔

تصور مین آآکے دیتی ہے بوسے
ہمین پیاری پیاری یہ صورت کسی کی

کمبخت عشق کی چنگاری ابھی تک سلگ رہی ہے۔ معلوم ہوا اسکی محبت مرتے دم تک دل سے نہ مٹے گی۔ چتا تک ساتھ جاے گی۔

کہتے کہتے گوپی موہن کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیدا ہوگیا۔ وہ زمین پر کھڑا نہ ہوسکا دھم سے گر پڑا۔

ہلاس نے کہا۔

"ارے تیری محبت مین روپ کماری بھی متوالی ہو رہی ہے۔ آتش ہجر اُسے پھونکے دیتی ہے۔ دن رات تیرے غم مین گھلی جاتی ہے۔ بھلا وہ کب تجھے بھول سکتی ہے۔

گوپی موہن نے چونک کر کہا۔
"یہ تمھین کیونکر ظاہر ہوا"

ہلاس - بس جو مین کہتا ہون یقین مانو - کہ روپ کماری پر تمھاری محبت کا جن سوار ہے - وہ کسی طرح اوتر نہین سکتا - (کچھہ غور کر کے) اچھا گوپی موہن! تم میرے یار ہو - اسلئے مین تمھین چھوڑتا ہون - اس شرط پر کہ ڈاکہ زنی کا قابل نفرت کام اب کبھی تمھارے ہاتھ سے نہو گا - چونکہ یہان میرا دور دورہ ہے جتنے افسر ماتحت ہین سب مجھے مانتے ہین - اور مجھے اس امر کا پورہ بھروسا ہے کہ وہ اس بات کو کسی شخص پر ظاہر نہونے دینگے - کہ گوپی ڈاکو قید سے چھوڑ دیا گیا -

یہ کہہ کے میجر ہلاس سنگھ کچھہ دیر رک رہے - پھر خدا جانے کیا سوچکر دونون ہاتھون سے گوپی موہن کو اوٹھا لیا - اور ایک طرف انگلی سے کچھہ اشارہ کر کے کہا -

"دیکھو وہ تمھاری دلربا روپ کماری کرسی پر بیٹھی ہوئی ہے - اس وقت وہ تنہا ہے - تم اسکے پاس جا سکتے ہو -

گوپی موہن نے فرط خوشی سے میجر ہلاس سنگھ کو سینے سے لگا لیا اور کانپتی ہوئی آواز سے بولا -

"میجر صاحب! واقعی تم سا وفادار دوست اور بلند خیال انسان دنیا مین کوئی نہو گا - اتنے روز تمھارے ساتھ رہنے پر بھی تمھین نہ پہچان سکا - اے عزیز باتمیز مین نے تمھاری غیبت مین جو سلوک کیا اُسکی ندامت ہے - آہ! میرا خیال خدا جانے کہان کہان کی ٹھوکرین کھاتا پھرتا تھا - مین سمجھتا تھا کہ روپ کماری نے تم سے وعدہ کر لیا ہو گا وہ تمھاری باوفا عورت بنے گی تم نے اسکے باپ لالہ شمبھو ناتھہ کی امداد روپے سے کی ہو گی - افسوس اسوقت مین تمھین بہت حقارت سے دیکھہ رہا تھا - تمھاری رقابت سینے مین نشتر مار رہی تھی - بھائی برا نہ ماننا مین درحقیقت تمھین اچھی طبیعت کا آدمی سمجھتا تھا - آج معلوم ہوا کہ میرے جتنے خیالات تھے بالکل غلط تھے - ہائے مین تمھین دیکھتا تھا آنکھوں سے لہو کی بوندین ٹپکنے لگتی تھین - واقعی تم اپنا ثانی نہین رکھتے تم مجھے چھوڑتے ہو - یہ تو اُلٹی بات دکھائی پڑتی ہے - پیارے - مین

تمھارا رقیب ہون۔ تم مجھے سولی پر لٹکا دو۔ تمھاری عظمت اور جبروت کی مین نے قدر نہ کی۔ اے پیارے دوست محسن! میری آنکھ تمھارا سامنا نہین کرسکتی میرے لیے تم نے اپنی زندگی تلخ کردی۔

میجر ہلاس سنگھ نے کچھ جواب نہ دیا ٹکٹکی باندھ کر گوپی موہن کے چہرے کیطرف دیکھتے رہے۔

گوپی موہن نے پھر کہا۔

"پیارے دوست! سچ مچ تمھاری کوئی ہمسری نہین کرسکتا۔ تم مجھے چھوڑتے ہو! بھائی سمجھ لو! ایسا کروگے تو تم سخت آفت آجائے گی میرے لیے زحمت مین پھنسوگے۔ اور اس سے بھی زیادہ ایک بات اور بھی تو ہے۔ پھر روپ کماری تمھاری ہوکے نہین رہ سکتی۔ اُسے تمھارا رقیب اوڑا لے جائیگا۔ بھائی ہلاس! مجھ ناشدنی کی خاطر کیون آزار مین گرفتار ہو۔ کیون جور ستم سہتے ہو اس سے تو یہ بہتر ہے مجھے قید سے نکال کر چپ چاپ اپنے افسر کے پاس بھیجدیتے اتنی سی بات مین تمھارا نام ہوجائیگا۔ روپ کماری ملجائیگی دن رات عیش و طیش سے کٹے گی۔ میرے لیے کیون غم کھاتے ہو۔

آپ پر ہوتے ہین ظالم کے ستم میرے سبب
آپنے کیا کیا سہے رنج و الم میرے سبب

بھائی! کوئی اندیشہ نہ کرو۔ یہی غنیمت ہو۔ اپنی زندگی تلخ نہ کرو۔ سرکار کی آنکھون مین کھٹک جاؤگے۔ موتی سی آب اوتر جائیگی۔ دیکھو سچائی اور دھرم سے ہمیشہ انسان دکھ جھیلتا ہو۔ اُف!

میجر ہلاس نے ان باتون کا کچھ جواب نہ دیا۔ صرف اُنگلی سے ایک بقچہ کیطرف اشارہ کرتے ہوے کہا۔

اس بقچے مین صاف ستھری پوشاک بندھی ہوئی ہو۔ تم جاؤ۔ اشنان کرو اور صاف کپڑے پہن کر۔

اس کے آگے کے الفاظ ہلاس سنگھ کی زبان سے ادا نہ ہوسکے۔

گوپی موہن نے اُس سے پوچھا۔

یہ تو سب کچھ ہے۔ پہلے میری بات کا جواب دو۔ میرے چلے جانے سے، تمہاری کیا حالت ہوگی۔ تم کسطرح اس راز کو چھپاؤ گے۔

جو بات نوشتہ تقدیر ہے وہ کسی طرح مٹ نہیں سکتی۔ مجھے جسقدر اُنس روپ کماری سے تھا اور اُسکے ملنے کی جسقدر آرزو تھی میں بیان نہیں کرسکتا۔ اُسکا مزا میرا دل جانتا ہو۔ اور کوئی اسے سمجھ نہیں سکتا۔ لیکن خدائی مشیت کچھ اور ہی ہے اُسے یہ منظور نہیں۔ کہ روپ کماری میری ہوکے رہی۔ ایشور کے مرضی بغیر کہیں پتہ ہل سکتا ہے۔ پھر میرا کیا اختیار چل سکتا اب میں روپ کماری کو نہیں پاسکتا۔ تاہم مجھے اس بات کی فرو خوشی ہے کہ تھیں نیک اور پاک عصمت بی بی ملی۔ اور اُسے تمسا باوفا اور نازبردار شوہر عطا ہوا۔ تم اُسے پاکر خوش ہوگے اور وہ تمھارے ملنے سے پھولی نہ سمائے گی۔ تم دونوں کی مسرت سے مجھے بھی مسرت ہے۔ بس زیادہ کیا کہوں۔ جو کہتا ہوں اُسپر عمل کرو۔ اب میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔ یہاں رہنے سے مجھے بے چینی ہوگی۔ صبر وسکون کا دامن جو انسان کے لئے قدرت کی طرف سے ودیعت کردیا گیا ہو۔ میرے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا پھر میں اضطراب کی حالت میں خدا جانے کیا سے کیا کر بیٹھوں۔ کیونکہ نفس پر قادر رہنا بہت مشکل امر ہے۔ تم سوال کروگے۔ یہاں نہ رہوگے۔ تو کہاں رہوگے میں اسکا جواب نہیں دیسکتا مجھے ابھی خود بھی نہیں معلوم شفیق بس جاؤ۔ روپ کماری سے بھی کہدینا تمھارا دلدادہ اب تم سے نہیں ملسکتا۔ یہاں رہنے سے کوئی نتیجہ نہیں۔ دلی پیچیدگیاں بڑھتی جائینگی۔ اس کے سوا اور کیا ہے۔ بس آج ہی اپنے ماتحتوں کو بُلاکر یہاں کا چارج دیدونگا اور یہاں سے لمبا ہوجاؤنگا پھر کبھی ادھر رُخ نہ کرونگا۔ نوکری چھوڑ دونگا کیونکہ اب مجھے اسکی ضرورت ہی کیا ہو۔ میرے لئے دنیا میں شانتی نہیں ہی۔ اب مجھے .... (رُک کر)

اور میں کیا فضول باتیں بک گیا مفت تمہارا وقت ضائع کیا میں سمجھتا ہوں تم اپنی مجھ سے ملنے کے لیئے پریشان ہو رہی ہوگے۔ اچھا اب میں رخصت ہوتا ہوں یہی ہماری آخری ملاقات ہو۔ اب میں کبھی تم دونوں سے نہیں ملونگا۔ اور نہ خط کتابت ہی سے اپنا پتہ دونگا۔ کیونکہ خط کتابت سے تمہارے عیش و آرام میں فرق پڑے گا۔ شاید بیخودی کے عالم میں کوئی فقرہ جلن سے نکلجائے اور اُس سے تمھیں صدمہ پہونچے۔ بس اب تم اُدھر جاؤ۔ میں بھی جاتا ہوں۔ ایشور تم دونوں کو خوش و خرم رکھے۔

یہ کہہ کے میجر ہلاس سنگھ کوٹھری سے باہر نکل گئے۔ گوپی موہن اوسی جگہ کھڑا رہا اسکے کان میں میجر ہلاس سنگھ کے آخری فقرے گونج رہے تھے۔ اُسے یاد آگیا کہ قریب قریب یہی الفاظ اُس دن روپ کماری کے باغیچہ میں اپنی جھوٹی روپ کماری سے رخصت ہوتے وقت میں نے بھی استعمال کئے تھے۔

الغرض بجہہ پیاروں اور اپنے ماتحت افسروں کو سمجھا بجھا کر میجر ہلاس سنگھ کسی طرف چلدیئے۔ اُس روز سے آجتک پھر میجر صاحب کا پتہ نہ لگا۔ فقط۔

تمام شد

To read this book
is simply waste of
time (A late without any
result)

Iqbal

جدید ناولوں کی فہرست مفت منگائیے

(عربی ناولوں کے ترجمے)

شارل و عبدالرحمن سرزمین فرانس پر عربوں کا حملہ۔ امیر عبدالرحمن والی اندلس کونٹ اڈا اور شارل حکمران فرانس کی پرجوش سپاہ کا مقابلہ اسلامی تاریخ کے سربستہ راز

حجاج بن یوسف۔ یا معرکہ حسن و عشق۔ حضرت عبداللہ بن زبیر محمد بن حنیفہ کے حالات جو مسئلہ حق و خلافت پر ہوئے۔ قاتلان امام حسین سے انتقام لیا جانا۔

انقلاب سیاسی۔ تاریخی ناول۔ مصر و سوڈان میں مہدی سوڈانی اور انگریزوں کی معرکہ آرائیاں خرطوم پر انگریزوں کا قبضہ۔ شفیق آفندی اور زبیدہ کی محبت کے واقعات

امیر المومنین عبدالرحمن الناصر۔ تاریخی معلومات کا گنجینہ۔ حسن و عشق کا پاک افسانہ۔ مختلف علوم و فنون کا البم۔ خلیفہ عبدالرحمن اور ان کے بیٹوں کی معرکہ آرائیاں۔

محبوبہ شام ۔ محبت کے جذبات لطیف نہایت عمدگی سے دکھلائے گئے ہیں۔ بدکار لوگوں کی تاریک زندگی اور شرارتوں کا خاکہ بہت عمدہ تاریخی ناول ہے۔

محبوبہ مصر۔ جنگ روس و جاپان کے اسباب پر بحث۔ دنیا میں نائرہ جنگ کے مشتعل ہونے کا سبب زنانہ اوصاف و کمالات۔ سیاسی چالوں اور دولت مندی کی زیبائی [illegible] محبت کے حوادث

عذرائے قریش۔ حضرت عثمان کی خلافت اور شہادت حضرت علی کی خلافت۔ جنگ صفین۔ محمد و اسماء کی محبت

امین و مامون۔ عربوں اور ایرانیوں کی سیاسی کشمکش خلیفہ ہارون الرشید اعظم کے فرزند امین اور مامون کا مجادلہ تاریخی واقعات۔ حسن و عشق کی نیرنگیاں۔

ابن طولون ۔ ترکوں، عربوں اور ایرانیوں کی کشمکش۔ حسن و عشق کے سوز و گداز۔ تاریخی واقعات۔

عروس فرغانہ ۔ ترکوں کی دلیری اور شرافت کا فوٹو۔ حسن و عشق کی کشمکش۔ نہایت دلچسپ ہے

محبوبہ بغداد ۔ (طلعت عذرا کا ترجمہ) جنگ عراق ترکی کارنامے۔ حسن و عشق کے سچے جذبات۔

درد ما کا منجن۔ جسکی کیمیائی تصدیق ڈاکٹر ڈبلو آر رسڈن کریبر آف لندن نے کی ہے اس کے استعمال سے دانتوں کا ہر طرح کا درد دفعہ ہو جاتا ہے۔ زبان کی لکنت دور ہو جاتی ہے مسوڑھوں کی بو اور مواد دور ہو جاتا ہے۔ ورم کو دور کرتا ہے چونے کے زخم کو بھرتا ہے قیمت ۱۰ر محصول ۳ر

مرقع ادب۔ ہندوستان کے مشہور انشاء پردازوں اور محققین اساتذۂ سخن کے نہایت دلچسپ اور پر از معلومات خطوط کا نایاب مجموعہ۔

مہادیو پرشاد تاجر کتب لکھنؤ۔

